وسیلہ کے معنی اور اس کی شرعی حیثیت پر
مبنی دلائل سے مزین کتاب

تحقیق الوسیلہ

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ

مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام

حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ العالی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

تحقیق الوسیلة

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی

فون نمبر: 2446818

فون نمبر موبائل: 0300 - 8271889

فون: 0300-8229655 - 2316838
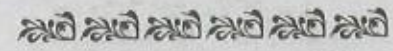
نام کتاب : تحقیق الوسیلۃ

مصنف : فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام : حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر : عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی

اشاعت : شوال المکرم 1423ھ، دسمبر 2002ء

صفحات : 56

قیمت : 28روپے

کمپوزنگ و پرنٹنگ : الریحان گرافکس

فون:2316838 فون موبائل: (0320-5028160)

پروف ریڈنگ: ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

فون موبائل: (0300-2218289)

تحقیق الوسیلہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین

امابعد! فاضل محترم پروفیسر مولانا محمد حسین صاحب آسی زیدمجدہ سے حکم ملا کہ وسیلہ پر کچھ کہہ کر، انوار لاثانی کے انوار وفیوضات کے مستحق بنو، فقیر نے مصروفیات تدریس وتالیف وتصنیف کے چند لمحات اس مضمون کی تیاری کے لیے وقف کردیئے بفضلِ خدا چند نشستوں میں یہ مقالہ تیار ہوا۔ تو نام بھی رکھا ''المقالۃ الجلیلہ فی تحقیق الوسیلہ، اور حسب عادت ایک مقدمہ اور پانچ ابواب اور خاتمہ پر منقسم کیا۔ مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب شہ لولاک سرور انبیاء ﷺ قبول فرمائے۔ آمین

وماتوفیقی الابا بعد العلی العظیم وصلی علیٰ حبیب الکریم الرؤف الرحیم وعلیٰ آلہ وجزیہ جزب العظیم

الفقیر القادری ابوالصالح
محمد فیض احمد اویسی رضوی
بہاول پور پاکستان
۱۲ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ ۱۳ اگست ۱۹۸۷ء بروز دوشنبہ مبارکہ

☆☆☆

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں نہ کسی کی اسے ضرورت ہے ہاں وہ اپنے محبوب جیسے انبیاء کرام (بالخصوص ہمارے نبی پاک شہ لولاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اولیاء کرام سے پیار فرماتا ہے اسی لیے اگر اسے کسی مجرم وگنہگار بندے پر ناراضگی ہو تو جب اسے کسی محبوب بندے کا نام پیش کیا جائے تو اس کا غضب رحمت سے بدل جاتا ہے۔ اسی لیے ہمارا مسلک ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کو دعاؤں میں وسیلہ بنانا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے جسے اشتشفاع التمدا د، استغاثہ ودیگر ایسے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

لیکن بعض بدقسمت گروہ ایسے بھی ہیں کہ انبیاء اولیاء (علی نبیاء علیہم السلام) کے وسیلہ کو شرک کہتے ہیں فقیر اسے احایث کے علاوہ اقوال اسلاف سے ثابت کرتا ہے۔

باب (1)

قرآنی آیات

(۱) ''یا ایھا الذین آمنو اتقو اللہ وابتغوالیہ الوسیلہ''

اے ایمان والو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

(۲) ''ولو انھم اذظلموانفسھم جاوک فاستغفرو اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدو اللہ توابا رحیماً''

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اس کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں گے۔

فائدہ ﴾ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت نجات کا اعلیٰ ذریعہ ہے سید عالم ﷺ کے وصال شریف کے بعد ایک اعرابی

روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریف کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ''ولو انفسھم اذظلموا'' میں نے بے شک جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرایئے اس پر روضہ اطہر کے اندر سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

(مدارک وغیرہ) اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

(i) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غرض حاجت کے لیے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔

(ii) کسی کامل کی قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی ''جاؤک'' میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے؟

(iii) بعد وفات مقبولان حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔

(vi) مقبولان حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ نظام عالم کے مشاہدہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ کائنات کے باہمی نظم ونسق کو قائم رکھنے کے لیے خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے منتخب ہستیوں کو کوئی ایک خصوصی اختیارات دے رکھے ہیں جیسا کہ ہر بادشاہ نے اپنی حدود مملکت میں نظم ونسق چلانے کے لیے حکام مقرر کر دیئے ہیں اور رعایا کو فرد کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ اسے اگر کوئی ضرورت یا تکلیف پیش آئے تو متعلقہ حاکم کی طرف رجوع کرے۔ مثلاً چوری ہو جائے تو تھانہ دار کے پاس جا کر فریاد کرے یا کوئی اہم معاملہ ہو تو ڈپٹی کمشنر یا وزیر اعلیٰ کے پاس پہنچ کر عرض کرے وہ اس کی تکلیف کا ازالہ کر دیں گے۔ یہ ہے وہ بادشاہ کی مرضی ومنشا۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ میں تھانیدار صاحب یا ڈپٹی کمشنر کے پاس کیوں جاؤں جب کہ بادشاہ موجود ہے اور تمام اختیارات کا مالک ہے تو ہم اسے ہی کہیں گے کہ یہ بے وقوف یا باغی ہے جو بادشاہ کے ضابطہ کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور اس کی منشاء کے خلاف چل رہا ہے۔ اب اسی مثال کے دوسرے پہلو پر غور فرمایئے کہ جو شخص تھانیدار یا ڈپٹی کمشنر کے پاس جاتے ہوئے یہ سمجھے کہ یہی میرا بادشاہ ہے اور سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے تو وہ بھی پاگل قرار دیا جائے گا، کیونکہ بادشاہ کی سلطنت میں اس نے

ایک اور بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اس مثال کو ذہن میں رکھنے کے بعد اس آیت کریم کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے اور سلیم الفطرت انسان کے لیے کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''ولو انفسھم اذظلموا''۔

آیت مذکورہ بالا سے یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ حقیقی کی سلطنت میں حضور ﷺ کا مقام بلند ترین اور ارفع واعلیٰ ہے۔ گویا آپ کی ذات پاک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں مختار کل ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خصوصی اختیارات سے نوازا ہے۔ اور مشیت ایزدی ہے کہ میرے بندے جب قصور کریں۔ تو سیدھے میرے محبوب کے در اقدس پر حاضر ہوں اور وہاں آ کر اپنا استغاثہ دائر کریں تو پھر اگر میرے محبوب بھی ان کی سفارش فرما دیں تو یقیناً وہ اپنے بادشاہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا۔

اے حمد جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بنایا

(۳) وكانوا من قبل يستفحون على الذين كفروا.

ترجمہ: اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ جلیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

(اس آیت کا شان نزول یہ ہے) کہ حضور ﷺ کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنے حاجات کے لیے حضور ﷺ کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے۔ اور اسی طرح دعا کرتے۔

''اللهم افتح علينا وانصرنا يالنبى الامى'' (خازن۔ مظہری وغیرہ)

یا رب ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح ونصرت عطا فرما۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولانِ حق خداوند تعالیٰ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے قبل جہاں میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شہرہ تھا۔ اس وقت بھی آنجناب ﷺ کے وسیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔

(۴) وان تظهر اعليه فان الله هو موله وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذالك ظهير۔

ترجمہ: اور اگر تم ایک دوسرے کی مدد کرو گی، آپ پر تو بے شک اللہ تعالیٰ وہ آپ کا مددگار اور جبریل علیہ السلام اور مومنین سے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد امداد کرنے والے ہیں۔

فائدہ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے ازدواج مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر تم میرے محبوب ﷺ کے خلاف ایک دوسری کی مدد کرو گی تو یاد رکھو آپ کی مدد کرنے والے بہت بڑی جماعت ہے۔ سب سے پہلے اللہ مددگار ہے پھر جبرئیل علیہ السلام پھر جتنے صالحین میں موجود ہیں یا زمانہ ماضی میں یا مستقبل میں اور اس کے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے۔ ان کے علاوہ باقی جن پر صالح المومنین کا لفظ صادق آسکتا ہے جو لتصر نہ سے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اور جبرئیل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غائبانہ پہنچتی ہے۔ جو آیت سے صراحۃً ثابت ہے اور لفظ ظہیر فعیل کے وزن پر ہے۔ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کی مدد ومعاون۔

(۵) ''انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ''

ترجمہ: اور کوئی بات

''وھم راکعون ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنو فان حزب اللہ ھم الغالبون''

نہیں تمہارا مددگار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول ﷺ اور وہ ایماندار جو نماز قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوۃ دیتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اور ایمانداروں کو مددگار بنالیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونیوالا ہے۔

فائدہ﴾ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی اور اس کے رسول بھی اور اولیاء اکرام بھی امداد کرتے ہیں اور جو شخص ان سے فریاد طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں۔ مستغیث کو ان کی طرف سے کمزور نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی غلبے والے ہیں اور ان کا مستغیث کو ان کی

طرف سے کمزوری نظر نہیں آتی کیونکہ یہ گروہ تمام ہی غلبے والے ہیں اور ان کا مستغیث کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

''نحن اولیاء کم فی الحیوۃ الدینا وفی الاخرۃ''۔

فائدہ﴾ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے، مگر رب تعالیٰ بالذات مددگار ہے اور یہ بعطائے رب۔

(۶) ''قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا''

ترجمہ: اے مریم میں تمہارے رب کا قاصد ہوں آیا ہوں تا کہ تم کو پاک فرزندوں، معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ کے فضل وکرم سے بیٹے دیتے ہیں۔

(۷) ''اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ''

ترجمہ: ان کو اللہ اور رسول نے اپنے فضل سے غنی کردیا۔

فائدہ﴾ معلوم ہوا ہمارے آقا ومولیٰ سرکار مدینہ ﷺ فقروں کو غنی بھی کرتے ہیں۔ لیکن بعطائے رب کریم۔

(۸) ''ولو انھم رضوا ما اتا ھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ ورسولہ''

اور کیا اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے ان کو دیا ہے اور کہتے کہ اللہ ہم کو کافی ہے اب ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور رسول دیں گے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ اللہ کے فضل وکرم سے دیتے ہیں اگر کوئی کہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے مال واولاد اور عزت دی ہے۔ تو صحیح ہے لیکن مقصد وہی ہوگا کہ یہ حضرات حکومت الٰہیہ کے حکام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اور یہ ہم کو دیتے ہیں۔

(۹) ''وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقو اللہ شدید العقاب'' (سورۂ مائدہ)

ترجمہ: اور مدد کرو تم اوپر نیکی کے اور پرہیزگاری کے اور نہ مدد کرو تم گناہ اور ظلم پر اور ڈرو تم اللہ سے تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

(موضح القرآن) تعاونوا صیغہ امر ہے باب تفاعل سے جو شارکت کے لیے آتا

ہے یعنی آپس میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا باقی رہا مدد طلب کرنا۔

(۱۰) واستعینوا بالصبر والصلوۃ سے ثابت ہے استعینوا امر ہے باب استفعال سے جس کا خاصہ طلب کرنا ہے یعنی مدد طلب کیا کرو ساتھ صبر اور نماز کے، صبر اور نماز دونوں بندے کے فعل ہیں پس بوسیلہ مخلوق بادشاہ باری تعالیٰ استعانت مامور بہا ہوگئی کیونکہ بحکم "ان اللہ خلقکم وماتعملون" بندوں کے افعال بھی مخلوق ہیں۔ یاجوج ماجوج کی آمدورفت بند کرنے کے لیے حضرت سکندر ذوالقرنین سے عرض کی گئی جس کے جواب میں آپ نے کہا اعینونی بقوہ یعنی تم میری بلحاظ قوت امداد کرو۔ پھر انہوں نے دو پہاڑوں کے درمیان زمین کو پانی کی گہرائی تک کھودا اور دیوار کی بنیاد رکھی۔ جو پہاڑوں کی بلندی تک اوپر اٹھائی گئی۔ جسے سد سکندری کہتے ہیں۔ اس سے مدد مانگنا اور مدد دینا دونوں ثابت ہوجاتی ہیں۔

(۱۱) "یا ایھاالذین آمنواکونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ ابن مریم للحوارین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ"

(سورۃ صف)

ترجمہ: مسلمانو؟ مراد انصار ہیں کہ بیچ عقبہ ثانیہ کے بیعت کی تھی اور کہتے وہ ستر آدمی تھے یا سب مسلمانوں کو خطاب ہے ہو تم یاری کرنے والے دین اللہ کے کو اور پیغمبر اس کے کو یعنی اے محمد نصرت طلب کرو قوم اپنی سے جیسے نصرت طلب کی عیسیٰ بیٹے مریم کے نے خاص حواریوں کو کہ کون ہیں یار اور یاری کرنے والے میری طرف نصرت اللہ کی یا کون ہیں مدد کرنے والے میری بیچ دعوت کرنے خلق کے طرف نصرت اللہ کی کہا حواریوں نے کہ اس راہ میں ہم مدد کرنے والے دین اللہ کے کی (موضح القرآن)

آیت مذکورہ میں حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کی عظمت وشان کے لیے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مددگار بنو یعنی حضور کی مدد کرنے کو اپنی مدد کہا اور من انصاری علیہ السلام کی طرح نہ کہا یہاں مدد کرنا اور مدد مانگنا دونو منصوص ہیں۔

(۱۲) "وجعل لی وزیر امن اھلی ھارون اخی اشددبہ اذری واشرکہ فی امری"

ترجمہ: یعنی بنا اور مقرر کر میرے واسطے یار اور مددگار میرے کنبے میں سے میرے بھائی

ہاروں کو اور اس سے مضبوط کر پیٹھ میری اور اسے میرا رفیق بنا پیغمبری میں۔

معلوم ہوا کہ مدد مانگنا اور مدد کرنا شرک نہیں ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا نہ کرتے کہ میرے بھائی کو میرا مددگار بنا۔

(۱۳) "ھوالذی ایدک بنصرہ وبالمومنین والف قلوبھم"

یعنی اللہ وہ ذات ہے جس نے تجھ کو قوت دی ساتھ یاری اپنی کے اور قوت دی ساتھ مومنوں کے اور الفت ڈالی درمیان دلوں ان کے۔

ان جملہ آیات سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحیم اللہ سے مدد مانگنا اور ان کو صاحب ردا جاننا شرک نہیں بلکہ قانون اسلامی اور منشاء الٰہی کے مطابق ہے۔ ان آیات کے علاوہ بھی متعدد آیات میں مدد مانگنا اور مدد دینا کا ثبوت موجود ہے۔

(۱۴) "یا یھا الذین آمنوالاتتولواقوما غضب اللہ علیھم قد یسومن الآخرۃ کما یس الکفارمن اصحاب القبور"

ترجمہ: اے ایمان والو جس قوم پر اللہ نے غضب کیا ہے تم ان سے دوستی نہ کرو کہ وہ آخرت سے بے امید ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ کفار قبروں والوں سے آس توڑ بیٹھے ہیں۔

فائدہ ﴾ معلوم ہوا کہ اہل قبور سے بھی ناامید نہ ہونا چاہئے چہ جائیکہ زندہ اولیاء کرام رحمہم اللہ سے اس آیت کی مزید تفصیل وتشریح فقیر کی تفسیر اویسی میں دیکھئے بقدر ضرورت مختصر املاحظہ ہو۔

اہل قبور کی زندگی

موت مٹنے کا نام نہیں قلب مکانی کا نام ہے اسے برزخی زندگی کہا جاتا ہے جیسے یہاں کی زندگی کا نام دنیوی زندگی ہے ہر ایک زندگی کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جس کی تفصیل علم الکلام میں ہے ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے اس سے مسئلہ سمجھنا آسان ہوجائیگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسلم علمائے راسخین میں سے ہیں انفاس العارفین ص ۴۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت ایشاں درقصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند، شب ہنگام بوددرآں
نزل فرمودند، مخدوم ضیافت مامیکند وگویند، چیزے خوردہ روید توقف کردند یا آنکہ اثر
مردم منقطع شد وملال بریاراں غالب آمد، آنگاہ زنے بیاید، طبق برنج وشیرینی برسر
گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید، لہاں ساعت ایں طعام پختہ بانشیندگان
درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم دریں وقت آمد، ایفائے نذر کردم''

حضرت والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے
،رات کا وقت تھا، اس جگہ فرمایا، کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ
کچھ کھا کر جانا۔ حضرت نے توقف فرمایا، یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہوگیا
،ساتھی اکتا گئے، اس وقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شیرینی کا طبق لئے ہوئے
آئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا اس وقت یہ کھانا پکا
کر مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہونچاؤنگی وہ اسی وقت آیا
،میں نے اپنی نذر پوری کی۔

باب (2)

اس باب احادیث مبارکہ اور اقوال واحوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہونگے۔

حدیث غار نمبر ۱

مروی ہے کہ تین شخص سفر میں جارہے تھے راستے میں بارش شروع ہوگئی وہ بارش
سے بچنے کے لیے ایک غار میں جا گھسے امر ربی ایسا ہوا کہ غار کا منہ بند ہوگیا۔ اب وہ
بڑے پریشان ہوئے کہ کیا کیا جائے آخر ایک تجویز سوچی کہ ہم اپنا اپنا کوئی نیک عمل
بارگاہ الٰہی میں پیش کریں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ منظور فرماتے ہوئے اس مصیبت
سے نجات عنائیت فرمائے۔

ایک نے کہا یا اللہ ایک دفعہ سخت قحط سالی ہوئی غلہ کی بہت کمی ہوگئی تھی تو میرے
پاس چچازاد بہن آئی اور کھانے کا سامان مانگا تو میں نے نفسانی خواہش کا اظہار کیا
جس پر وہ آمادہ ہوگئی تو میں بُرا فعل کرنے والا ہی تھا کہ تیرا خوف دل میں آگیا اور تیری
رضا کے لیے میں نے برا ارادہ ترک کر دیا تھا یا الٰہی اگر وہ میرا عمل تجھے منظور ہے تو اس

مصیبت سے نجات فرما اس نے دعا ختم کی غار کے منہ سے تھوڑا سا پتھر ہٹ گیا۔
دوسرے نے کہا کہ یا الٰہی میں بھیڑیں بکریاں چرایا کرتا تھا جب جنگل سے واپس آتا
تو ان کا دودھ اپنے والدین کو پلاتا۔ ایک دن میں شام کو دیر سے واپس آیا تو کیا دیکھتا
ہوں کہ میرے والدین نیند کر رہے ہیں۔ اور بال بچے بھوک کی وجہ سے تڑپ رہے
تھے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ بال بچوں کو دودھ پلاؤں کیونکہ میرے والدین بھوک
کی حالت میں سو رہے تھے۔ اور والدین کو بھی جگانا مناسب نہ سمجھا اور میں دودھ کا
پیالہ لے کر والدین کے سرہانے کھڑا ہوگیا جب والدین نیند سے بیدار ہوئے تو میں
نے دودھ پلایا۔ یا الہ العالمین اگر تجھے میرا یہ عمل منظور ہے تو اس مصیبت سے نجات
عنائیت فرما اس کی دعا ختم ہوئی غار کا تھوڑا سا پتھر اور ہٹ گیا۔

تیسرے نے عرض کیا اے اللہ میں نے ایک مکان بنوانا شروع کیا ایک مزدور
جو میری مزدوری کرتا تھا اس کی مزدوری ختم ہونے پر میں نے اسے جوار کے دانے
دیے اس نے کہا یہ تھوڑے ہیں میں نہیں لیتا وہ بغیر مزدوری لئے چلا گیا اور میں نے وہ
دانے زمین پر بو دیئے اس سال بہت دانے ہوئے یہاں تک کہ میں نے وہ دانے بیچ
کر کافی بکریاں خریدیں اور بکریوں کے نفع سے اُونٹ خریدے میرے پاس کافی مال
مویشی ہوگئے کئی سال کے بعد وہ مزدور آیا اس نے کہا کہ میری مزدوری جو تھوڑے
سے دانے ہیں دے دو کیونکہ میں سخت بھوکا ہوں۔ میں نے کہا یہ سب مال تیرا ہے۔ یہ
لے جا مزدور نے کہا کہ میرے ساتھ مذاق نہ کرو میرے دانے دے دو مجھے مال مویشی
کی ضرورت نہیں پھر میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ سچ ہے کہ یہ سب مال مویشی
آپ کے ہی ہیں مزدور کو میں نے پورا حال سنایا پھر اس نے مال مویشی لے لئے۔ یا
الٰہی اگر میرا یہ عمل تجھے منظور ہے تو اس کے صدقے میرے گناہ بخش کر غار کا منہ کھول
دے اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ غار کا منہ سارے کا سارا کھل گیا۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں وسیلہ کو بڑی شان حاصل ہے بعض
عقل کے اندھوں نے کہا ہے کہ اعمال صالحہ تو وسیلہ بن سکتے ہیں صاحب اعمال کی کوئی
رسائی نہیں جہالت کا بھی کوئی علاج ہے کہ اعمال اعراض ہیں جو صاحب اعمال کے
وجود کے محتاج ہیں کتنی عقلی کمزوری ہے۔ کہ بے بسوں کو تو وسیلہ مانیں لیکن وہ بندہ خدا

جومظہر انوار ربانی ہے اس کا انکار؟

حدیث نمبر۲

حضرت ابو درواضی اللہ عنہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ ایک سال مدینہ منورہ میں قحط پڑ گئی اور چند لوگ میرے پاس آئے (کیونکہ جب بیٹوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو اپنی ماں کے پاس جاتے ہیں لیکن قربان جاؤں اس ماں پر جو تمام جہان والوں کو آرام پہنچاتی ہیں) جب تابعی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ قحط کیوجہ سے لوگ درختوں کے پتے اور چھلکے کھا رہے ہیں آپ کوئی دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالےٰ بارش فرمادے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی چھت میں روشن دان بنادیں صحابہ کرام نے روضہ اقدس کی چھت میں روشندان رکھا جوں ہی صحابہ کرام فارغ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر بادل چھاگئے اور اس قدر بارش ہوئی کہ تمام مدینہ منورہ سیراب ہوگیا۔ اور اس سال اتنے باغات لگے کہ آج تک نہیں لگ سکے، لوگوں نے اپنی زندگی خوشحالی سے گذاری۔ (مشکوۃ شریف)

فائدہ معلوم ہوا وسیلہ جائز ہے ناجائز نہیں کیونکہ اگر وسیلہ ناجائز ہوتا تو بی بی صاحبہ صحابہ کرام کو فرماتیں کہ میرے پاس کیوں آئے ہو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو ایسے نہیں فرمایا بلکہ صحابہ کرام کو روضہ اقدس کی حاضری دلوا کر یہ ثابت کردیا کہ وسیلہ جائز ہے۔ حالانکہ بی بی صاحبہ حدیث استسقاء پر عمل کرتیں اور یہ نیا عمل جس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں کیوں کرتیں لیکن قبر انور پر حاضری کا حکم فرما کر اہل اسلام کو اس خطرہ سے بچالیا۔ کہ قبور پر جا کر مشکلات حل کرانا بھی اسلام ہے۔

حدیث نمبر۳

(راجز اسلمی) رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ پاک کی طرف جارہے تھے کہ کفار نے گھیرا کرلیا۔ حضرت راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چند تیر تھے جو ختم ہوگئے

کفار نے پکڑ لیا آپ نے عرض کیا اغثنی یارسول اللہ تو حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے لبیک فرمایا اور فرمایا نصرت جب حضرت راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ آئے تو پوچھنے پر فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے لبیک سے جواب دے کہ میری مدد فرمائی (کنز العمال ملخصا)

فائدہ معلوم ہوا کہ ایک صحابی کا عقیدہ تھا۔ کہ اگر میں حضور ﷺ کو پکاروں تو میری پکار سن کر آپ ﷺ میری مدد فرمائیں گے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کو مدد کے لئے پکارے تو آپ اس کی پکار سن کر مدد فرماتے ہیں اگر پکارنا اور مدد مانگنا شرک ہوتا تو صحابی رسول ﷺ یہ فعل قطعاً نہ کرتے اور حضور ﷺ ان کی مدد نہ فرماتے بلکہ یوں فرماتے کہ اللہ تعالےٰ سے مدد مانگو ایسے نہیں فرمایا بلکہ اپنے صحابی کی مدد فرما کر کفار سے نجات دلادی؟

حدیث نمبر۴

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایت مسلم ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''سل فقلت اسئلک مرفقتک فی الجنۃ قال اوغیر زلک قلت ھوذلک قال فاعنی علیٰ نفسک بکثرۃ الجود؟''

کچھ مانگ لو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ فرمایا کچھ اور مانگنا ہے؟ میں کہا صرف پھر فرمایا کہ زیادہ سجدوں کے ساتھ میری مدد کرو۔

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور علیہ السلام سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہوگئے بلکہ فرمایا کہ منظور ہے اور کچھ بھی مانگو یہ غیر خدا سے مانگنا ہے پھر مزے کی بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی فرماتے ہیں اعنی اے ربیعہ تم بھی سجدوں میں میری مدد کرو کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے؟

سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جس کو جو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دے دیں کیونکہ دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اگر دنیا و آخرت

کی خیر چاہتے ہو تو نبی ﷺ کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو جتنا چاہو طلب کرو۔

(کذا قال شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فی اشعۃ اللمعات تحت حدیث ربیعہ)

حدیث نمبر ۵ ﴾

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کی جیسے دلائل النبوۃ صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے۔

"عن انس ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خرج یستقی وخرج بالعباس معہ یستقی بہ ویقول اللھم کنااذاقحطناعلی عھدنبینا توسلنا انا نتوسل الیک بعم نبیک فاسقنافسقوا؟"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارش طلب کرنے کے لیے مدینہ شریف سے باہر نکلے اور حضرت عباس کو ساتھ لیا اور دعا میں کہتے تھے کہ اے اللہ جب ہم قحط میں مبتلا ہوتے تو تیرے نبی ﷺ ہمارے وسیلہ ہوتے اب ہم تیرے نبی علیہ السلام کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۶ ﴾

حضور نبی پاک ﷺ نے نابینا کو حکم دیا کہ نماز پڑھنے کے بعد یوں دعا مانگے۔

"اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بمحمدبنی الرحمۃ یامحمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لیقضیٰ لی اللھم فشفعہ فی"

(بیہقی۔ترمذی وغیرھا)

یاالٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، بوسیلہ حضرت محمد ﷺ جو نبی الرحمۃ ہیں یارسول اللہ میں آپکے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں۔تاکہ میری حاجت روائی ہو الٰہی انہیں میرا شفیع بنا اور ان کی شفاعت میرے حق میں ہو۔اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا؟

حدیث مقدس میں حضور ﷺ سے استعانت والتجاء کے علاوہ ندا کا ثبوت بھی ہے۔حصن حصین شریف میں "لتقفی لی حاجتی" معروف بھی مذکور ہے،یعنی

یارسول آپ میری حاجت روائی فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "واذاضل احد کم شیئا 'واراد عونا وھو بارض لیس بھاانیس فلیقل یا عباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی فان للہ عبادالایراھم" یعنی جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے وہ مدد چاہے مگر وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے کہنا چاہیے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اور اللہ کے بندو مدد کرو۔اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جن کو یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے؟

بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا آپ کے وسیلہ سے طلب باراں کے لیے اور چند اشعار پڑھے ؂

اتینناک والعذر اء یدی لبانھا
وقد شغلت ام الصبی عن الطفل

یعنی ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔دراں حالیکہ کنواری عورتوں کے سینے سے خون بہتا ہے اور بچہ والیاں لڑکے سے غافل ہو گئیں ہیں پھر یہ شعر پڑھا۔

ولیس لنا الاالیک فرارنا ؟
واین فرارالخلق الاالی الرسل

اور ہمیں بجز آپ کے پاس آنے کے دوسرا کوئی ٹھکانا ہی نہیں ہے اور اللہ کی مخلوق کا ٹھکانا بجز رسولوں کے پاس جانے کے اور ہے ہی کہاں۔

فائدہ ﴾ یہ شعر سن کر حضور ﷺ نے اسے منع نہیں فرمایا بلکہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب وہ اعرابی اشعار پڑھ چکا تو حضور علیہ السلام اپنی چادر سنبھالتے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا۔اور ان کے لیے دعا کی۔اور دعا میں مشغول رہے یہاں تک کہ آسمان سے مینہ برسنے لگا اور آپ منبر پر ہی تشریف فرما تھے اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب اعرابی آیا اور نبی ﷺ سے قحط کی شکایت کی تو آپ نے دعا فرمائی تو اسی وقت آسمان سے مینہ برسنے لگا پھر حضور ﷺ نے فرمایا اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔کون ہے جو ان کا قول مجھے پڑھ کر سنائے بس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! شاید آپ نے ان کے اس قول کی

طرف ارادہ فرمایا ہے۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
الارامل الیتامی عصمه بادرجل

یعنی وہ سفید چہرے والے جن کے چہرے مبارک کے وسیلہ سے بدلی طلب باراں کرے۔ جو تیموں کے والی ہیں اور بیواؤں کے محافظ یہ سن کر آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک بشاش ہوگیا۔ اور اس بیت کے پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ اور نہ ان کے اس قول کو کہ۔ تا کہ چہرہ مبارک کے وسیلہ سے بدلی سے طلب باراں کیجائے اگر اس میں شرک ہوتا تو آپ اس سے منع فرماتے اور اس کے پڑھنے کے لیے نہ فرماتے۔

حدیث نمبر ۹

جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض فرمائیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر پانچ رہ گئیں۔ آخر یہ کیوں؟ اس لئے کہ مخلوق کو معلوم ہو کہ نمازیں تو پچاس تھیں اب پانچ رہ گئی ہیں اس میں حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ والسلام کی مدد شامل ہے۔

باب (3)

علماؤ مشائخ کے اقوال جن پر تمام امت مصطفویہ ﷺ کو اعتماد ہے۔

(۱) حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"**من یستمدفی حیاته یستمد بعد وفاته.**" (حاشیہ مشکوۃ شریف ص ۱۵۴)

جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہو اس سے انکی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

(۲) شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بڑی عجیب وغریب تقریر فرماتے ہیں یکے از مشائخ تا کہ امداد میت قوی است پس شیخ گفت نعم اشقہ اللمعات قدیم۔

(۳) حضرت شیخ محمد عبدالحق صاحب رشعہ اللمعات میں بحوالہ امام غزالی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

ہر کہ استمداد کردہ شود بوے در حیات استمداد کردہ می شور۔ بعداز وفات ہ یکے

از مشائخ گفتہ دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرف می کنند، در قبور خود مانند تصرفہا، ایشاں در حیات، خود یا بیشتر، قومے می گررد کہ امداد حی تراست ومن لے گوئم کہ امداد میت قوی تر واولیاء را درا کون تصرف حاصل است، وآں نیست مگر ارواح اشیاں را۔

یعنی جس سے زندگی میں امداد طلب کی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی طلب کی جاسکتی ہے مشائخ میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں تے مشائخ میں سے چار کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں (بعد وفات) اس طرح تصرف کررہے ہیں جس طرح زندگی میں کرتے تھے۔ اس سے بھی زیادہ ایک گروہ کا خیال ہے کہ زندہ امداد بہت زیادہ ہے لیکن میرا خیال ہے کہ مردہ کی امداد بہ نسبت زندہ کے زیادہ قوی ہے اور اولیاء کو اکوان عالم میں تصرف حاصل ہے اور یہ تصرف کی قوت ارواح کو حاصل ہے اور وہ باقی ہیں جسم کے ساتھ ان کی موت نہیں)

فائدہ عقلاً بھی یہ قول درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ تصرف ارواح کو حاصل ہوتا ہے جو ارواح قید عناصر میں ہونے کی صورت میں قدرت حاصل کرلیتی ہیں کوئی وجہ نہیں، قید عناصر سے رہا ہونے پر ان کے تصرف میں اضافہ نہ ہو جائے، جیسے کوئی آدمی ہاتھ پاؤں بندھے ہونے کی حالت میں مجبور ہوتا ہے تو کیا ہاتھ پاؤں کھلنے پر وہ اس سے مشکل کام کو بھی باحسن وجود نہ کرے گا ضرور کریگا کیونکہ یہ کام ارواح کا ہے کہ قید عناصر سے آزاد ہو کر زیادہ طاقت حاصل کرلیتی ہیں؟

(۴) حافظ محمد لکھوی بحوالہ فتح الرحمان تفسیر محمدی میں لکھتے ہیں بودند پیش از اں طلب فتح میکردند برکافراں یعنی بحرست قرآن ومحمد فتح برکافراں۔ اس کا ترجمہ پنجابی میں لکھا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہودی شر کفار سے ڈر کر اس سے پیشتر طلب فتح کیا کرتے تھے۔ کہ اے خدا ہمیں اس نبی کی طفیل جسکی صفت تورات میں پڑھی جاتی ہے، فتح عطا فرما، پھر انہیں فتح ملتی تھی یہ معالم میں بھی لکھا ہے۔

(۵) امام نووی شارح مسلم شریف ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بہت بڑے عالم نے اپنا واقعہ بیان فرمایا۔ "**حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انه انفلتت له دابة اظنها بعلة و کان یعرف هذا الحدیث فقال فجسها الله علیهم فی الحال وکنت انامرة مع جماعة فانفلتت منها بهیمة**

وعجزو عنها فقلته فوقفت فی الحال بغیر سبب سوی هذاالکلام؟اور فرمایا کہ میری خچر بھاگ گئی اور مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیث پاک یادتھی میں نے اسی وقت پکارااعینونی یا عباد اللّٰہ،اے اللہ کے بندو میری مدد کروتو اللہ تعالیٰ نے اس خچرکواسی وقت روک دیا۔امام نووی فرماتے ہیں کہ میں خودایک بارایک جماعت کے ساتھ تھا کہ ہماراچو پایہ بھاگ گیا ہم سب اس کے پکڑنے سے عاجز آگئے۔تو میں نے یہی حدیث پاک یادآنے پر یہ نعرہ لگایا تو چوپایہ اسی وقت کھڑا ہوگیا۔اور بغیر کسی سبب کے بجز اس پکار کے وہ چو پایہ مل گیا۔

(۶)مشارق الانوار مصری ص۶۰ میں ہے۔''وقدلقل عارف الشعرانی عن بعض شائخم ان اللہ تعالیٰ یوکل بقبر کل ولی ملکا یقضی حرائج الزائرین وتارة بخرج الولی بنفسه من القبر ویقضی الحاجه لان للاولیا ء الاطلاق فی لبر زخ والسرٰح لارواحهم قال واذاخرج شخص فهم من قبر ه علی صوز وقضی حوائج الناس یکتب له ثواب ذلک کحکم صلوتهم فی البر زخ''

امام شعرانی قدس سرہ نے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ اللہ ہر ولی اللہ کی قبر میں ایک فرشتہ بھیجتا ہے جوزائرین کی ضروریات پوری کرے کبھی ایسے بھی ہوتا ہے ولی اللہ اپنے مزار سے بنفس نفیس باہر تشریف لاکرزائرین کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔اس لئے کہ برزخ میں ان کو ہر قید سے آزاد رکھا جاتا ہے اوران کی ارواح کو ہر طرح کی راحت وفرحت حاصل ہوتی اور جوبھی ان کے مزارات وآستانوں میں سے لوگوں کی ضروریات پوری کرے اسے اجر میں نماز کا ثواب عطا ہوتا ہے۔اسی طرح شرح الصدور میں درج ہے۔

(۷)ملاعلی قاری رحمۃ اللہ عنہ نے نزہتہ الفاتر میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرمایا۔''من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرحت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت''یعنی جوکوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا اور جوسختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی۔اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری

ہوگی۔یہی ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث پاک نماز غوثیہ کی ترکیب بتاتے ہیں۔ کہ دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں ۱۱۔۱۱بار سورت اخلاص پڑھے سلام پھیر کر ۱۱بار صلوٰۃ وسلام پڑھے۔بغداد کی طرف جانب شمال ۱۱قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور یہ دو شعر پڑھے۔

ایدر کنی ضیم وانت ذخیرتی
واظلم فی الدنیا وانت نصیری
وعارعلی حامی الحمیٰ وهومنجدی
اذاضاع ضاع فی البیداعقال بعیری

یہ کہہ کر ملاعلی قاری فرماتے ہیں''وقد جرب ذلک مرارفصح''یعنی بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا درست نکلا کہئے حضور غوث پاک مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ مصیبت کے وقت مجھ سے مدد مانگو اور حنفیوں کے بڑے معتبر عالم ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسے بارہا تجربہ کا لکھ رہے ہیں تو پھر شرک کیسا۔بلکہ اب بھی اس نماز میں وہی تاثیر ہے جو ملاعلی قاری رحمۃ اللہ کے زمانہ میں تھی آزما کر دیکھئے۔

باب(4)
اعتراضات وجوابات

اعتراض ایاک نعبد وایاک نستعین میں ایاک مفعول ہے نستعین کا اور اس کا رتبہ مؤخر ہے جس کا مرتبہ مؤخر ہو اور مقدم کیا جائے تو فائدہ حصہ کا دیتی ہے۔ تو معنی یہ ہوگا کہ تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں تجھ سے بغیر مدد نہیں مانگتے تو معلوم کہ خدا کے بغیر مدد مانگنی شرک ہے۔

(اس اعتراض کے چند جوابات ھیں)

جواب نمبر۱

مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اس آیت کے ماتحت ترجمہ کیا ہے کہ حقیقی مستعان اللہ تعالیٰ ہے ہاں کسی ولی اللہ کو غیر مستقل سمجھ کر مدد مانگنی جائز ہے کیونکہ ولی اللہ کی

استعانت درحقیقت خداوند پاک سے استعانت ہے۔

جواب نمبر۲

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ استعانت دو قسم ہے بلاواسطہ اور بالواسطہ دوقسموں میں مدد مانگنی جائز ہے کیونکہ دوقسموں میں حقیقی مستعان اللہ تعالےٰ ہے۔ بلاواسطہ تو اس طرح کی صرف خداوند تعالیٰ سے استعانت مانگنی جائز اور بالواسطہ اس طرح کہ اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السلام کے واسطہ سے مدد مانگی جائے یہ دونوں جائز ہیں کیونکہ اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السلام مظہر عون الٰہی ہے کہ خداوند پاک کی مدد کے مظہر ہیں۔ اور یہ مذہب کہ خداوندِ تعالیٰ کے بغیر مدد مانگنی جائز نہیں باطل ہے اگر بالفرض والتقدیر مانا جائے تو اس آیت ''اعینونی بقوۃ الخ اور واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ اور وتعاونوا علی البر والتقوی '' کا ان کے پاس کیا جواب ہوگا۔

جواب نمبر۳

صاوی شریف جلد رابع صفحہ۳۷۴ اس آیت کا معنی کرتے ہیں کہ نہیں عبادت کرتے اور نہیں مدد مانگتے سوا تیرے تو اللہ تعالےٰ نے پہلے ''الحمد للہ رب العالمین یہ غیبوبتہ '' کی وصف ذکر کی ہے اور آگے ''الرحمن الرحیم مالک یوم الدین '' یہ خداوند تعالیٰ نے ''غیبوبتہ '' کی اوصاف ذکر کی ہیں تو پھر خطاب ذکر فرمایا ہے شرک تب لازم آتا ہے کہ پہلے ان وصفوں سے موصوف کر کے بعد میں مدد مانگی جائے اگر غیبوبتیہ کی وصفیں موصوف نہ کرے اور مدد مانگے تو یہ جائز ہے اسی طرح بیضاوی شریف اور محشی حواشی نے فرمایا ہے کہ شرک تب لازم آتا ہے جبکہ ان وصفوں سے موصوف کیا جائے۔

جواب نمبر۴

''نستعین باب استفعال ہے اس میں دو مذہب ہیں ایک نحویوں کا اور دوسرا صوفیاء کرام کا نحویوں کے نزدیک اس کا مجرد عان یعون اور اس کا مصدر عون ہے اور اگر نحویوں کا مذہب لیا جائے تو اس پر اعتراض بھی ہوگا اور جواب کی ضرورت بھی

پڑے گی۔ اور صوفیاء کرام کے نزدیک اس مجرد عاف یعین اور اس کا مصدر عین ہے اور عین کا معنی مشاہدہ تو معنی ہوگا طلب مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر یہ مذہب لیا جائے تو اس پر نہ کوئی اعتراض ہوگا اور نہ ہی جواب کی ضرورت پڑے گی؟ کیونکہ مادہ جب بدل گیا تو سوال کیسا۔

جواب نمبر۵

آیت ایاک نستعین میں مادہ کے احتمال نے سرے سے سوال کو کھوکھلا کر دیا کیونکہ جہاں استعانت کی نفی کا احتمال ہے وہاں دوسرا معنی بھی موجود ہے اسی لئے یہ آیت مخالفین کے لئے مفید نہ ہوئی جیسا کہ علم مناظرہ کا قاعدہ ہے ''اذاجاء الا حتما ل بطل الاستدلال '' جب دلیل محتمل ہو جائے تو اس سے استدلال نہیں ہوسکتا۔

جواب نمبر۶

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق فرمائی ہے اولاً اس کی حصر میں اختلاف ہے جب مستدل کا استدلال پر ہے تو دلیل کیسے ثابت ہوگی ثانیاً اگر حصر ثابت ہو تو پھر حقیقی ہوگی یا مجازی حقیقی تو ہو نہیں سکتی کیونکہ حقیقی وہ ہوتی ہے جس میں مدد مافوق الاسباب ہو یا ماتحت الاسباب ہو دینی ہو یا دنیاوی علمی ہو یا عملی ہر لحاظ سے شرک ہو حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ قرآنی آیات سے ہی ثابت ہے کہ اللہ کے سوا خواہ ماتحت الاسباب ہی سہی مدد لینے سے قرائن موجود ہیں:

''کما قال اللہ تعالیٰ علی البر والتقوی ،ان تنصر اللہ ینصر کم این اللہ واستعینوا بالصبر و الصلوۃ ''حضرت سکندر نے فرمایا۔ ''اعینونی بقوتہ '' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''من انصاری الی اللہ وغیر ھم '' ویسے یہ دنیا بھی اسباب کی ہے انسان کا تمام کام ماتحت اسباب کے چل رہا ہے، پیدا ہوا تو روح جسم میں ملائکہ نے پہنچایا پیدا ہوا تو ماں باپ کی پرورش کا محتاج ہوا روزی رازق نے دی لیکن درمیان میں سبب ملائکہ بنے دین حاصل کیا۔ علم اللہ نے دیا لیکن انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ کے ذریعہ سے نصیب ہوا۔ دنیا کے کاروبار دیکھے تو خلق خدا سے واسطہ پڑا۔ اسی طرح موت آئی تو جان ملک الموت نے نکالی دفن کیا تو انسان

وغیرہ وغیرہ۔

اس سے ثابت ہوا کہ نستعین میں حصر حقیقی نہیں ویسے قرآنی طرز بھی بتاتا ہے کہ ایک آیت میں ایک قانون درج کرنا خلاف علم بلاغت ہے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے مختصر تمہید کے بعد ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا مدد مانگنا علی الاطلاق شرک نہیں بلکہ اس صورت میں شرک ہوگا جب کہ مدد مانگنے والا کسی کو معبود سمجھ کر یا مؤثر حقیقی سمجھ کر مدد مانگے۔ مافوق الاسباب ہو یا ماتحت الاسباب مثلاً ادویہ میں بیماری دور کرنے کی تاثیر ہے اگر کوئی شخص صرف انہی کی تاثیر کا عقیدہ رکھے تو شرک ہے اسی وجہ سے احادیث میں ان لوگوں کو مشرک قرار دیا گیا ہے۔ جو برسات کی تاثیر کواکب کو مانا ورنہ احادیث میں بکثرت مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مدد چاہنے والا اللہ تعالیٰ کے مؤثر حقیقی کا اعتقاد دل میں رکھے اور اللہ اور اللہ کے بندوں سے مدد طلب کرے تو روا ہے جیسے کہ حدیث میں ہے۔ ''ان للہ ملئکۃ فی الارض سوی الحفظۃ یکتبون ماسقط من ورق اشجرناذااصاب رحد کم شئی بارض فلاۃ فلیناو اعینونی یاعباداللہ قال فی مجمع الزوائد ر جالہ ثقاۃ وفی الحدیث دلیل علیٰ جواز الاستعانتہ بن لایراھم الا نسان من عباداللہ من الملائکۃ وصالحی الحق ولیس فی ذلک بالس کما یجوز لاانسان ان یستعین بنی آدم اعشرت دابتہ او انفلتت؟''

(تحفۃ الذاکرین للشوقانی ص۱۹۲)

نیز شاہ محمد عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں باید وید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد باشد دار اعون الٰہی خدا حراست ورگر استعانت محض بجانب حق است واور ایکے از مظاہر عون الٰہی دانستہ وکبار خانہ اسبابے وحکمت اوتعالی دراز بغیر استعانت ظاہر نماید دوراز عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز است ودر انبیا علیہم السلام واولیاء کرام دین نوع استعانت تعبیر کردہ اند در حقیقت این نوع استعانت بغیر نیت بلکہ استعانت بحضرت حق است غیر فتح العزیز ص۲۰

باقی رہی یہ بات کہ کسی ولی کو دور سے کھڑے ہو کر ان سے استعانت کا سوال کرنا یہ بھی شرک نہیں کیونکہ شرک وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی دوسرے میں

ثابت کی جائے اللہ تعالیٰ تو قریب ہی ہے اس کو دور سمجھنا اپنے ایمان سے دوری کا ثبوت دینا ہے ولی کامل کو دور سے پکارا گیا تو یہ اللہ تعالےٰ کی کسی صفت میں شریک نہیں بنایا گیا البتہ اتنا ضرور ہے جیسے کہ حدیث میں ہے۔ ''عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ من عادلی ولیافقد اذنتہ بالحرب ومایتقرب الی عبدی بشئی احب الی ممماافترضت علیہ ومایز ال عبدی یتقرب الی بالنوافل '' (الحدیث) ولی کامل کی جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اس کا قرب بھی قرب ہے اور بعد بھی قرب جیسے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی نور تو تھا جس نے سینکڑوں میلوں پر یاساریۃ الجبل کہلوا کر اہل ایمان کی مشکل کو حل کر دیا ورنہ بتایئے مسلمانوں کو کیسے مشکل سے دوچار ہونا پڑتا؟ (تفسیر کبیر ص ۶۸۸)

اعتراض نمبر۳

استمداد اللہ کے ساتھ مختص ہے غیر اللہ سے استمداد شرک ہے۔

جواب اگرچہ لفظ استغاثہ اور استمداد اللہ تعالےٰ کے ساتھ مختص ہیں لیکن بمعنی توسل غیر اللہ کے لئے جائز ہے یہی وجہ ہے کہ اسلاف کی کتابوں میں ملتا ہے ''اغثنی یا رسول اللہ ﷺ'' اس کا معنی ہے ''اتوسل بک یا رسول اللہ ﷺ''

اعتراض نمبر۴

توسل بھی ناجائز ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''من یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ''

جواب پھر تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا بھی نامشروع ہو کیونکہ وہ کریم بندہ کے ہر حال ظاہر و باطن کو جانتا ہے پھر دعا کا کیا معنی یہ بھی تو توکل کے خلاف ہے اگر کوئی یہ کہے کہ دعا مانگنا تو امتثال حکم الٰہی ہے ''کمال قال تعالی ادعونی یستجب لکم'' اس کا جواب یہ ہے کہ پھر بھی توکل کے منافی ہے کیونکہ ہاتھ اٹھانا تو قرآن میں نہیں آیا صرف دل سے کہہ دے تو بھی ادعونی پر عمل ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح دعا مانگنا توکل کے خلاف نہیں اسی طرح توسل بھی؟

اعتراض نمبر ۵

آیت ''انماولیکم واللہ ورسولہ والہ والذین امنویقیمون الصلوۃ ویوتون الذکوۃ آلاتیہ'' میں زندے مراد ہیں کیونکہ نماز تو قائم زندے ہی رکھتے ہیں۔

جواب اہل اللہ کی امداداور رسول ﷺ کی امدادروحانیت پرمبنی ہوتی ہے یعنی ان کا امداد کرنا روحانی طاقت پرمبنی ہے چنانچہ ان کی روحانی طاقت عالمین میں یکساں رہتی ہے اور خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس عالمین میں متغیر نہیں ہوتی۔ اور روح کا محض انتقال مکانی ہوتا ہے باقی طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالے بھی ''سواء محیاھم ومما تھم ''یعنی ان کی حیات برقرار ہے اور اہل قبور سے ہمیں آس نہیں توڑنی چاہئے پہلے آیت گزرچکی ہے اب مقام کی مناسب سے دوبارہ ذکر کئے دیتاہوں جیسے اللہ تعالے نے ارشادفرمایا:

''یا یھاالذین امنولاتتولوا قوماً غضب اللہ علیھم قدیسو من الاخرۃ کمایس الکفار من اصحب القبور'' اے ایمان والو جس قوم پر اللہ نے غضب کیا ہے تم ان سے دوستی نہ کروہ آخرت سے ناامید ہوچکے ہیں جیسا کہ کفار قبروں والوں سے۔

اعتراض نمبر ۶

قرآن مجید میں اعمال صالحہ کے وسیلہ کا ثبوت ہے نہ انبیاء علیہم السلام اوراولیاء کرام کے وسیلہ کا؟

جواب (۱)

بخاری شریف میں ہے ''استعنت بر سول اللہ ''معلوم ہوا حضور ﷺ کی ذات پاک کاوسیلہ پکڑنا جائز ہے۔

جواب (۲)

اعمال صالحہ کے قبول ہونے کا حکم قطعی نہیں ہے اور حضور اکرم ﷺ قطعی طور پر مقبول ہیں جب غیر قطعی چیز کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے تو جو قطعی ہواس کے ساتھ بطریق اولی جائز ہے؟

باب نمبر ۵

ان صاحبان کے اقوال جنہیں مخالفین اپنا مقتدا وپیشوا مانتے ہیں

(۱) حسین علی واں بچھران کے پیرومُرشد کا عقیدہ

حضرت مولانا محمد عثمان صاحب موسیٰ زئی والی سرکار کی خدمت میں چند مریدین حاضر ہوئے نذر ونیاز پیش کرنے کے بعد عرض کی کہ یا حضرت ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالٰی ہمارے علاقہ میں بارش برسائے کیونکہ عرصہ سے بارش نہیں ہوئی جس کی وجہ سے زمین خشک ہوگئی ہے۔ حضرت صاحب نے ہدیہ قبول کرنے کے بعد اپنے صاحبزادگان سیف الدین اور بہاؤ الدین کو فرمایا کہ پھل فروٹ تمہارے مریدے آئے ہیں۔ ان کے لیے اپنے دادا جان کی قبر پر جاکر بارش کی دعا مانگو۔ دونوں صاحبزادے قبر شریف پر جاکر واپس آگئے اور اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کی کہ قبلہ دادا جان تو فوت ہوچکے ہیں وہ کب ہماری عرض سن سکتے ہیں۔ جب حضرت موصوف نے ان کی یہ بات سنی تو جلال میں آگئے اور فرمایا وہ مرے نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اب جاؤ میری طرف سے سلام عرض کرو۔ دونوں صاحبزادوں نے اپنے داداجان کی قبر شریف پر حاضر ہوکر والد بزرگوار کا سلام عرض کیا قبر شریف سے علیکم السلام کی آواز آئی۔ عرض کی کہ ہمارے مرید آئے ہوئے ہیں ان کے لیے بارش کی دعا فرمائیں تاکہ اللہ تعالٰی بارش برسائے آواز آئی اپنے مریدوں کو جاکر کہہ دو اپنی اپنی زمینوں کو سنبھال لو۔ جب مریدین واپس گھر آئے تو صرف مرید وں کی زمینوں میں بارش ہوئی تھی۔ (فوائد عثمانیہ ص ۵۳)

(۲) حاجی امداد اللہ

حاجی صاحب رحمۃ اللہ نے بارگاہ رسول ﷺ میں عرض کی

جہاز اُمت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈوباؤ یاتراؤ یارسول اللہ

(۳) گنگوھی

فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کتاب البدعات ص ۹۹ میں ہے اور بعض روایات میں بھی آتا ہے۔

"اعینونی یا عباداللہ" یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباداللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں۔ ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

فائدہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جنگل میں کچھ اللہ کے بندے اللہ کی طرف سے اس لیے رہتے ہیں کہ لوگوں کی مدد کریں۔ ان سے مدد مانگنی جائز ہے۔ مدعا ہمارا یہی ہے کہ اللہ کے بندوں سے استمداد ہے اسے شرک کہنا اسلام اور شریعت پر بہتان باندھنا ہے لیکن افسوس ہے کہ الٹا اس افتراء پردازی کو توحید سمجھا جا رہا ہے۔

(۴) دیوبند کا شیخ الہند

محمود الحسن صاحب نے اولسہ کاملہ میں ص ۱۲ پر لکھا کہ "آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات ہوں، بنی آدم ہوں یا غیر نبی آدم القصہ آپ اصل میں مالک عالم ہیں اور یہ بھی وجہ ہے کہ عدل و مہر آپ کے ذمہ واجب الادانہ تھی۔

(۵) اشرفعلی بھی ایک ولی اللہ کی دعا سے پیدا ہوا ہے

حضرت غلام مرتضےٰ صاحب کی خدمت میں مولوی اشرف علی کی والدہ اور نانی حاضر ہوئیں۔ عرض کی یا حضرت ہمارے گھر کوئی اولاد نہیں جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ فوت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دعا فرمائیں کہ ہمارے گھر میں اولاد ہو اور زندہ بھی رہے۔ حضرت غلام مرتضےٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہاری اولاد اس لیے زندہ نہیں رہتی کہ جو لڑکا پیدا ہوتا ہے اس کا نام تم مرکب کر کے یعنی عمر اور علی دونوں کا رکھتے ہو اس لیے جب لڑکا پیدا ہوتا تو سر کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پاؤں کی طرف سے غوث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکڑ کر کھینچتے ہیں جس کی وجہ سے وہ لڑکا زندہ نہیں رہتا فرمایا اب جاؤ تمہارے گھر دو لڑکے پیدا ہوں گے۔ ان کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے حوالے کر دینا وہ خود ضامن ہوں گے۔ ان میں سے ایک کا نام اشرف علی اور دوسرے کا نام اکبر علی رکھنا۔ ایک حافظ اور مولوی بھی ہوگا۔ دوسرا دنیادار ہوگا چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ ولی اللہ کی دُعا قبول ہوئی۔ (ملفوظات حصہ نمبر ۵ ص ۱۰۱)

(۶) معلوم ہوا وہابیہ کے پیشوا مولوی اشرف علی پیراں دتہ ہے۔ اگر شرک ہے تو پہلے مولوی اشرف علی سے پوچھئے بعد میں ہم سے بات کریں۔ مولوی اشرف علی صاحب نے اپنے ملفوظات میں تحریر کیا ہے کہ شیخ احمد عبدالحق ردودلوی نے شادی کی۔ اولاد بھی ہوئی مگر اولاد زندہ نہ رہتی تھی جو بچہ پیدا ہوتا تھا۔ وہ تین مرتبہ حق حق کہہ کر مر جاتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کی بی بی اس رنج کی وجہ سے کہ (اولاد زندہ نہیں رہتی) آپ کے سامنے روئیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اب جو بچہ پیدا ہوگا وہ زندہ رہے گا چنانچہ جو بچہ پیدا ہوا اس نے حق حق نہیں کہا اور وہ زندہ رہا۔ (ملفوظات حسن العزیز ص ۱۰۰)

حکیم الامت صاحب کے اس ارشاد سے ثابت ہو گیا کہ مشکل کے وقت اللہ کے مقبولوں سے فریاد کرنا اور ان سے اولاد اور ان کی زندگی طلب کرنا شرک نہیں۔ اور یہ بات بھی مخفی نہ رہی کہ ان اللہ والوں کی نظر سے موت بھی زندگی بن جاتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ والوں کو یہ بھی علم ہے کہ فلاں بچہ زندہ رہے گا اور فلاں مر جائے گا۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

لوح محفوظ است پیش اولیاء

(۷) شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز ص ۳۰ پر فرماتے ہیں۔ "بما بد فہمید کہ استعانت از غیر بوجھے کہ اعتماد باشد واور اعوان الٰہی ندرند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است واورا یکے از مظاہر عون الٰہی دانسہ وبکارخانہ اسبابی وحکمت اوتعالیٰ در آن نمودہ لغد استعانت ظاہری"

دور از عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز وروا است در انبیاء و اولیا ابن نوع استعانت تعبیر کردہ اند ودر حقیقت ابن نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت حضرت حق است لا غیر یہ سمجھنا چاہئے کہ کسی غیر سے مدد مانگنا بھروسہ کے طریقہ پر کہ اس کو مدد الٰہی نہ سمجھے حرام ہے اور اگر توجہ حق لگانے کی طرف ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا ایک مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ اسباب جان کر اس سے ظاہری مدد مانگی۔

گو عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں بھی جائز ہے۔ اور اس کو انبیاء و اولیاء کی مدد کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ حق تعالےٰ کے غیر سے مانگنا نہیں بلکہ اس کی مدد ہے۔ یہی شاہ صاحب تفسیر عزیزی سورۃ بقرہ میں فرماتے ہیں۔ افعال علوی را مثل بخشیدن فرزند و ارواح توسیع رزق وشفاء مریض وامثالی ذالک را مشرکان نسبت بہ ارواح خبیثہ اصنام لی نمایند و کافری شدند وحدان از تاثیر الٰہی یا خواص مخلوقات روی درنداز ادویہ وعقاقیر یا دعائے صلحا بندگان اوکہ ہمہ از جناب اور درخواستہ الجاج مطلب عاکنا نیانی فہمند ودر ایمان ایشان خلل نمی افتد اللہ کے کام جیسے لڑکا دینا رزق بڑھنا بڑھانا بیمار کو اچھا کرنا اور اس کی مثل کو مشرکین خبیث روحوں اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور مسلمان ان امور کو حکم الٰہی یا اس کی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں جیسے کہ اس یا عقاقیر یا اس کے نیک بندوں کی دعائیں کہ وہ بندے رب کی بارگاہ سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور ان مومنین کے ایمان میں اس سے خلل نہیں آتا۔ اس قسم کے حوالہ جات کی کوئی کمی نہیں صرف نہ ماننے والوں کی کمی ہے کیونکہ وہ ضدی ہیں۔ اور ضدی لاعلاج ہوتا ہے۔ اب آخر میں چندان بزرگوں کے واقعات عرض کردوں جنہیں وسیلہ سے فوائد و برکات نصیب ہوئے۔

خاتمہ

یہ مسلم ہے پر وسیلہ جسے استمداد کہا جاتا ہے وہ زندہ و مردہ ہر دونوں سے جائز ہے چنانچہ حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور میں ہے۔ ''وما الاستمداد ماهل القبور فی غیر النبی علیه السلام روالانبیاء فقد انکو ه کثیر من الفقهاء وثمبته المشائخ الصوفية وبعض الفقهاء قال الامام الشافعی قبر موسیٰ الکاظم تریا ق مجرب لابة الدعآ روفال الامام الغزالی من یستمد ی حیاته یستمد بعد وما'' نبی علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام کے علاوہ اور اہل قبور سے دعا مانگنے پر بہت سے فقہا نے انکار کیا اور صوفیا اور بعض فقہا نے اس کو ثابت کیا ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر قبولیتِ دعا کے لیے آزمودہ تریاق ہے اور امام محمد غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جا سکتی ہے۔

آدم علیہ السلام کو وسیلہ کا فائدہ (۱)

''عن عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه قال رسول الله ﷺ لمااقترف ادم احطتية قال يارب اسئا لک بحق محمد لماغفرت لی فقال الله یاآدم و کیف عرفت محمد اولم اخلقه قال رب لانک لما خلقتنی بید ک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فدء یت علی قوائم العرش مکتوباً لا اله الاالله محمد رسول الله فعلمت انک لم تضف الی اسمک ا لا احب الخلق الیک فقال الله صدقت یا آدم انهٔ لاحب الخلق الی ادعنی بحقه فقد غفرت لک لولا محمد ماخلقتا هذا حدیث صحیحه الاسناد'' (مستدرک ص ۶۱۵)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے ظاہر خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا۔ اے رب میرے میں سوال کرتا ہوں محمد ﷺ کے طفیل تا کہ تو مجھے بخش دے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے آدم علیہ السلام تو محمد ﷺ کو کیسے جانتا ہے حالانکہ میں نے ابھی اس کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے رب جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اپنا روح پھونکا تو میں نے سر اٹھایا۔ عرش کی چوکھٹ پر لکھا ہوا ''لا اله الا الله محمد رسول الله'' دیکھا۔ اس سبب سے میں جانتا ہوں۔ تو میں نے معلوم کیا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی طرف ویسے نسبت نہیں کی۔ مگر جب تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ محبوب ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا اے آدم بے شک میرے نزدیک وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اسکے طفیل تو مجھ سے دعا مانگ لے تو میں نے تجھے بخش دیا اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔ شرح حدیث لولاک میں فقیر نے اس کی سند کی قوت بیان کی ہے۔

فوائد (۱)

اللہ تعالےٰ نے حضور ﷺ کے وسیلے کا آدم علیہ کو ارشاد فرمایا۔ (۲) آدم علیہ السلام کی توبہ وسیلہ کے بغیر قبول نہ فرمائی حالانکہ اس سے قبل وہ بہت روئے تھے۔

معلوم ہوا کہ اپنے پیاروں کے توسل سے اللہ تعالیٰ دعا جلدی قبول فرماتا ہے۔ اسی لیے ہم اہلسنت وسیلہ پر زور دیتے ہیں۔

تتمہ

وہ مضامین جو وسیلہ سے متعلق ہیں مثلاً صاحب وسیلہ کو لفظ ندا کرنا وہ زندہ ہوں یا وصال کر چکے ہوں قریب ہوں یا بعید وسیلہ کے متعلقات کا وسیلہ انہیں پکارنا وسیلہ سمجھ کر اس میں لفظ مدد۔ فریاد (اغثنی) وغیرہ کہنا وغیرہ وغیرہ

نابینا صحابی نے آنکھیں پائیں (۲)

''عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضرید البصراتی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ ﷺ علمنی دعاء بہ یرد اللہ علی بصری فقال لہ قل اللھم انی اسئلک والوالیک بنبیک النبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجھت بارہ فقام وقد ابصروفی المستدرک انی الوجہ بک الی ربک فی حاجتی ھذہ فتقضیھالی''

(ترمذی جلد ص ۱۹۷ وابن ماجہ ص ۱۰۰ ومستدرک)

عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک نابینا، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ مجھے ایسی دعا سکھایئے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کو بینا کر دے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نبی کی امداد کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جو نبی مجسمہ رحمت ہیں یا محمد ﷺ میں بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ۔ اپنے رب کی طرف اے اللہ تو میرا سفارشی بنا آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں تو اس نابینے نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہوا تو اچانک بینا ہو گیا اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یارسول اللہ ﷺ آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس حاجت میں تو اس کو میرے لئے پوری فرما۔

فوائد اس حدیث پاک سے کئی مسائل حل ہو گئے (۱) مشکل کشائی کے لیے دربار رسالت میں حاضر ہونا سنت ہے (۲) اللہ تعالے کی طرف نبی ﷺ کو اپنا سفارشی

پیش کرنا اور اللہ کو آپ کی سفارش کا جتانا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ کے اسم پاک کو یا محمد کہہ کر پکارنا تاکہ آپ کی سفارش مشکل کشائی کا سبب بنے (۴) اس طریقہ کار کو اللہ تعالیٰ کا منظور فرمانا ثابت ہوا وظیفہ وسیلہ وندائے یارسول کا تا قیام قیامت۔ اہل اسلام میں جاری رہے گا۔ معجم صغیر للطبرانی ص ۱۰۳ میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ کے وصال کے بعد عثمان بن حنیف نے کسی دوسرے آدمی کو یہ دعا فرمائی تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں۔

فائدہ اس سے ثابت ہوا کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ کے فرمان پر آپ کو وسیلہ سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اور اسی تعلیم کو آگے جاری فرمایا۔ یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ فقیر کی کتاب ندائے یارسول اللہ میں ہے بلکہ اہل اسلام صدی اوّل سے تا حال حدیث نابینا کو عمل میں لاتے رہے اور تا قیامت عمل میں لاتے رہیں گے۔ اور حل مشکلات میں حدیث ہذا کو مجرب پایا اور مخالفین کو بھی دعوتِ عام ہے کہ حدیث ہذا پر عمل کر کے حل مشکلات میں آزمایئے لیکن ان غریبوں کو یا محمد کہنے سے چڑ ہے اسی لیے وہ اسے آزمانے کے بجائے ہم غریبوں کو مشرک کہنے سے فراغت ہی نہیں رکھتے تو پھر اسے پڑھیں گے کیا۔

نقشہ نعلین کا وسیلہ اور فوائد

علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ سید الکونین ﷺ کی ذات اقدس کا وسیلہ تو بڑی چیز ہے صرف آپ کی نعلین پاک کا نقشہ بنا کر بارگاہ ایزدی میں وسیلہ پیش کیا جائے تو ہزاروں فوائد دینوی واخروی نصیب ہوتے ہیں۔ صرف اسی موضوع پر بڑے نامور محدثین نے بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں اپنے تجربات تحریر فرمائے ہیں۔ تفصیل کتب و مصنفین فقیر نے اپنے رسالہ فضائل نعل پاک یعنی (نیل اعرام) میں لکھ دیے۔ یہاں چند فوائد و حکایات عرض کر دوں۔

(۱) حضرت علامہ محدث حافظ تلمسائی کتاب فتح المتعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ مبارکہ کے منافع ایسے ظاہر و باہر ہیں کہ بیان کرنے کی حاجت ہی نہیں۔ منجملہ ان کے ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کے لیے یہ نقشہ بنوایا۔ وہ ایک روز میرے

ہاں آکر کہنے لگا کہ میں نے گزشتہ شب اس کی عجیب برکت دیکھی، کہ میری بیوی کے اتفاقاً ایسا درد ہوا کہ قریب بہلاکت ہوگئی۔ میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یاالٰہی مجھ کو صاحب نعل شریف کی برکت دکھلایئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عنایت فرمائی۔

فوائد﴾ قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبے سے شیطان سرکش سے حاسد کی نظر بد سے۔ امن وامان میں رہے اور اگر حاملہ عورت دردزہ کی شدت کے وقت اس کو اپنے داہنے ہاتھ رکھے بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو۔

(۲) شیخ ابن حبیب النبی روایت فرماتے ہیں کہ ان کے ایک دنبل نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ نہایت سخت درد ہوا۔ کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی۔ انہوں نے نقش شریف درد کی جگہ رکھ لیا معاً ایسا سکون ہوگیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا۔

(۳) ایک اثر خود میرا یعنی صاحب فتح المتعال کا مشاہدہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار سفر دریائے شور کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہوگئے کسی کو بچنے کی امید نہ تھی۔ میں نے یہ نقشہ ابھی ملاح کہ اس کے توسل کرنے اسی وقت اللہ تعالےٰ نے عافیت عطا فرمائی۔

(۴) محمد ن الجزری رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو اور یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اس کو شکست نہ ہوگی اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے جس اسباب میں ہو چوروں کا اس پر قابو نہ چلے۔ کشتی میں ہو غرق ہونے سے بچے اور جس حاجت میں اس سے توسل کریں وہ پوری ہو۔

بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ جو شخص نعل پاک کا نقشہ اپنے پاس رکھے اپنی ہر دلی مراد پر کامیاب رہے گا اور جو شخص اس نقشہ پاک کو تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے اس ارادہ پر کہ میرے جملہ امور باآسانی طے ہوں تو بفضلہ تعالیٰ وہ اپنی مراد کو پائے گا، بلکہ اپنے تمام ابنائے زمان سے ہمیشہ فائق رہے گا، بلکہ دنیا میں اس کا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہوسکے گا۔" کذافی المرتجی اور کتاب المونجی بالقبول فی خدمت

قدم الرسول" میں علمائے محققین وصلحائے معتبرین نے بہت آثار وخواص وحکایات نقل کیے ہیں۔

قصائد﴾ مشائخ اسلام اور علمائے کرام نے نعل پاک کے مذکورہ بالا فوائدہ وفضائل پر مشتمل طویل قصائد لکھے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ایک قصیدہ واضح ہو۔

لمار ایت مثال نعل المصطفےٰ

المیسند الوضع الصحیح معرفا

جب دیکھا میں نے نقشہ نعل شریف حضرت مصطفےٰ ﷺ جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے۔

فسخت وجھی بالمثال تبر کا ،

فشفیت من وقتی و کنت علیٰ الشفاء

تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اس نقشے کو برکت کے واسطے سو مجھ کو اسی وقت شفا ہوگئی حالانکہ میں قریب ہلاکت ہوگیا تھا۔

وظفرت بالمطلوب من برکات

و وجدت فیہ ما

اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کی برکتوں سے اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے۔

قصیدہ رائیہ برفوائد کثیرہ مشتملہ﴾

سید بکری حریری رحمۃ اللہ علیہ نے نعل مقدس کے فضائل وفوئد میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ جس کی ابتداء یوں فرمائی۔ "یا سائلا وصف نعل المصطفےٰ" اس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی کریم ﷺ کی نعل پاک کا سائل نعل پاک کے نقشہ کے متعلق علماء کرام نے اتنے فضائل لکھے ہیں کہ جن کا شمار ناممکن ہے۔ بعض ان میں یہ ہیں۔ جو شخص سچے اعتقاد سے نعل پاک کو وسیلہ بنائے تو وہ ہر بیماری سے نجات پائے گا اور بہت جلد ہی لیکن بداعتقاد کو اس سے فائدہ نہیں ہوگا اور جس گھر میں یہ نقشہ پاک ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ گھر امن وسلامتی پائے گا۔ بڑی بات یہ ہے کہ دردزہ کے وقت یہ

نقشہ عورت کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور یہ مجرب ہے۔ کوئی شخص اسے تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے تو لوگوں کی نگاہ میں معزز و مکرم ہو۔ اسے آزمایئے فائدہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے ،نقشہ تعلین پاک کی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو بزرگوں نے آزمایا ہے کہ اس کے طفیل اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے گناہ معاف کرتا ہے، ان فوائد کو سن کر کسی کو وہم بھی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس مقدس نقشہ میں اس سے بھی زائد فائدے مضمر فرمائے ہیں۔ اگر تیرے دل میں نبی پاک ﷺ کی بزرگی کا یقین ہے تو اس کی تصدیق کرلے ورنہ کسی کے نہ ماننے سے نقشہ مبارکہ کی شان نہیں گھٹتی بلکہ اس کا اپنا نقصان ہے، ہاں ضرورت مند تو بڑے بڑے حیلے کرتا ہے۔ تجھے بھی اگر ضرورت ہے تو سچے عقیدے کے ساتھ اس نقش مبارک کو آزما کے دیکھ اور اسے وسیلہ کے طور بارگاہ حق میں معروضات پیش کر، پھر اس کریم کے الطاف دیکھ۔

نقشہ نعل پاک سے توسل کا طریقہ

بہتر ہے کہ آخر شب میں اٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے۔ اس کے بعد گیارہ بار درود شریف، گیارہ بار کلمہ طیبہ، گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور تبصرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی میں جس مقدس پیغمبر ﷺ کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لئے ہوں۔ ان کا ادنی درجے کا غلام ہوں۔ الٰہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمایئے ،مگر خلاف شرح کوئی حاجت طلب نہ کرے۔ پھر سر پر سے اس کو اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو محبت سے بوسہ دے۔ اشعار ذوق وشوق بغرض ارد با عشق محمدی ﷺ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔

فقہا کرام وصلحاء عظام

اہل اسلام خواص وعوام کے مسائل کا دارومدار فقہا کرام اور مشائخ عظام پر ہے۔ آخر میں فقیر ایک مشہور عالم مفتی اور ایک شہید اسلام صوفی کا تجربہ شرعی وعملی پیش کرتا ہے تا کہ انکار کی گنجائش نہ ہو۔

امام شامی قدس سرہ۔ فتاوٰی کی مشہور کتاب میں ہے کہ ''ان الانسان اذا ضاع له شی واردان یرده الله تعالےٰ علیه خلیقف علےٰ مکان عالٍ مستقبل القبلة ویقرًا لفاتحه یهدی ثوابها لنبی علیه السلام لم یهدی ثوابها لسیدی احمد ابن علوان بقول یاسیدی احمد ابن علوان لم ترد علی ضالتی والا نزعنک من دیوان الاولیارفاة الله برد ضالتا برکتهٖ''

جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جاوے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس ملادے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ کرے پھر سیدی محمد ابن علوان کو پھر یہ دعا پڑا ہوا اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ کرے پھر سیدی محمد ابن علوان کو پھر یہ دعا پڑھے۔ اے میرے آقا اے احمد اے ابن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیا سے نکال لوں گا۔ پس خدا تعالیٰ اس کی گمی ہوئی چیز ان کی برکت سے ملادے گا۔

فائدہ اس دعا میں سید احمد ابن علوان کو پکارا بھی۔ ان سے مدد بھی مانگی۔ ان سے گمی ہوئی چیز بھی طلب کی۔

یارسول اللہ انظر حالنا

علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبھانی فرماتے ہیں ''قال ابن المرزوق البیابی اسررجل من جزیره وسقف بالحدید وشد علی صدره العصی فکان یتغیث ویقول یا رسول الله فقال له کبیروقل له ینقذک قال فلما کان اللیل هذه شخص وقالَ اذن فقال ماتری مارنا فیه فاذن حتی بلغ الی قوله اشهدان محمد رسول الله فزال ماکان علی صدره من الحدیدوالعصی وظهر بیت هدیه بسنان فمتی فیه فانتفع له موضع فدخل منه الی جزیر ه شقرواشهتر امره بیلاه'' (حجۃ اللہ ص ۷۷۹)

ایک شخص کو جزیرہ میں مقید کر کے بیڑیوں میں باندھ کر مکان کو بند کر دیا گیا۔ وہ فریاد کرتے ہوئے کہتا یا رسول اللہ اس کا سب سے بڑا دشمن کہتا کہ رسول اللہ کہہ وہ

تجھے چھڑا کر لے جائے اس وقت اس شخص کو جوش آ گیا۔ اذان پڑھی۔ اشھدان محمد رسول اللہ پر پہنچا کہ بیڑیاں چھوٹ گئیں۔ قید خانہ سے باہر نکل کر دیکھا ایک باغ ہے۔ پھر وہاں جزیرہ شیقر میں پہنچ گیا۔ اس کا واقعہ شہروں میں مشہور ہو گیا۔

فریادرس اور قافلہ

(از دفتر سوم) مولانا جلال الدین صاحب

اندراں وادی گروہ از عرب ☆ خشک شد از قحط باراں شاں قرب

عرب کے ایک گروہ کا پانی خشک سالی کے سبب ایک جنگل میں ختم ہو گیا۔

ناگہانے آں مغیث ہر دو کون ☆ مصطفےٰ پیدا شدہ از بہر عون

اتفاقاً وہ دونوں جہاں کی امداد فرمانے والے یعنی پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء مدد کے لیے نمودار ہوئے تو ایک بہت بڑا قافلہ دیکھا جو دور سے چل کر آیا ہوا تھا۔

اشتراں شاں راز باں آویختہ ☆ خلق اندر ریگ ہر سو ریختہ

ان لوگوں کے اونٹ پیاس کی شدت سے زبان لٹکائے ہوئے اور لوگ ریت کے اندر ادھر ادھر پھیلے ہوئے تھے قافلہ والوں کی یہ پریشان حالی دیکھ کر رحمۃ اللعالمین کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ ریت کے اس ٹیلے کی طرف دوڑ کر جاؤ۔

کہ سیاہے بر شتر مشک آورد ☆ سوئے میر خود بزودی می برد

کہ ایک حبشی غلام پانی کی مشک اونٹ پر لیے ہوئے اپنے مالک کی طرف تیزی سے جا رہا ہے۔ اس حبشی کو مع اونٹ اور پانی کے میرے پاس لے آؤ۔

لوگ ٹیلے کی طرف گئے، تو حضور کے ارشاد کے مطابق ایک حبشی کو اونٹ پر پانی لے جاتے ہوئے دیکھا۔

پس بدو گفتند می خواند ترا ☆ ایں طرف خیر البشر خیر الوریٰ

تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تجھے اللہ کے رسول علیہ التحیۃ والثناء بلا رہے ہیں۔ حبشی نے کہا میں انہیں نہیں جانتا۔ لوگوں نے حضور کے اوصاف بیان کیے، تو اس نے کہا وہ تو جادوگر ہیں (معاذ اللہ) میں ایک قدم ان کی طرف نہ جاؤں گا۔

کشکشانش آوریدند آں طرف ☆ او است در تشنیع و تف

لوگ حبشی کو حضور ﷺ کی طرف زبردستی کھینچ لائے وہ چلاتا تھا اور برا بھلا کہتا تھا۔

چوں کشیدندش بہ پیش آں عزیز ☆ گفت نوشید آب و بردارید نیز

جب اس کو کھینچ کر حضور ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا کہ حبشی کے مشکیزے سے سب لوگ پانی پیو اور جس قدر چاہے اٹھا بھی لے جاؤ۔

حضور کا اعلان سنتے ہی ہر طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے خود بھی پیا اور اپنا اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا اور سب اونٹ بھی سیراب ہو گئے۔

آگے مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ایں کسے دیدست گو گر یک مشک آب ☆ گشت چندیں مشک پر بے اضطراب

ایک مشک پانی سے قافلہ کے لاتعداد مشکیزوں کو کسی اور نے تکلف کے بغیر بھر دیا ہو کیا یہ کسی نے دیکھا ہے؟ حضور ﷺ کا یہ مبارک معجزہ اور اختیار دیکھ کر لوگ بہت متعجب ہوئے اور حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتے تھے۔ حضور نے حبشی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

اے غلام اکنوں تو پر بیں مشک خود ☆ تا نگوئی در شکایت نیک و بد

اے غلام اب بھی تیرا مشکیزہ بھرا ہوا ہے دیکھ لے تا کہ بعد میں شکایت کرتے ہوئے تو برا بھلا نہ کہے۔

آں سیہ حیراں شد از برہان او ☆ می دمید از لامکاں ایمان او

وہ حبشی حضور ﷺ کے اس معجزہ سے حیران ہو گیا اور اس کا ایمان لامکان سے طلوع ہوا، یعنی وہ مسلمان ہو گیا۔

مصطفےٰ دست مبارک بر رخش ☆ آں زماں مالید کرد او فرخش

اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا نورانی ہاتھ اس حبشی کے چہرے پر پھیر دیا جس سے اس حبشی کا رنگ بدل گیا، یعنی وہ خوبصورت ہو گیا۔

شد سپید آں زنگی زادہ حبش ☆ ہمچو بدر و روز روشن شد شبش

وہ زنگی زادہ حبشی سفید ہو گیا اور اس کا چہرہ روز روشن اور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔

حضور اقدس ﷺ کو ان کے رب کریم نے جس طرح یہ قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ دلوں سے کفر و جہالت کی تاریکی دور فرما کر اسے روشن اور منور فرما دیں۔ اسی طرح اس صاحب اختیار نبی کو یہ قوت بھی عطا ہوئی ہے کہ جسم کی ظاہری بدشکلی اور کالے پن کو مٹا کر اسے حسین اور خوبصورت بنا دیں جیسا کہ حضور نے حبشی کے سیاہ چہرہ پر اپنے نورانی ہاتھ پھیر کر اسے روشن اور تابناک بنا دیا۔ فللہ الحمد

معجزہ

امام احمد اور بزار نے عبداللہ بن اوفی سے روایت کیا ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے ایک لڑکا آیا اس نے کہا یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میں اور میری ایک بہن یتیم ہے میری والدہ بیوہ ہیں آپ ہم کو کھلائیے اللہ تعالیٰ آپ کو کھلائے گا۔ آپ نے فرمایا ہمارے گھر سے جو تم کو ملے لے کر میرے پاس آؤ اس کو اکیس ۲۱ کھجوریں ملیں اس نے ان کو آپ کے دست مبارک پر رکھ دیا آپ ان کھجوروں کو دہن مبارک کے قریب لے گئے اور ہم نے دیکھا آپ نے دعا برکت فرمائی اور اس لڑکے کو فرمایا یہ لو سات تیری سات تیری ماں کی سات تیری بہن کی ایک کھجور ایک دن کے لیے تم سب کو سات دن کے لیے ہیں۔

یارسول اللہ ﷺ پکارنا

بعض لوگ یارسول اللہ یا حبیب اللہ ﷺ کہنے کے منکر اور کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں اور کہنے والے کو مشرک گردانتے ہیں۔

اہلسنّت وجماعت حضرات یارسول اللہ یا حبیب اللہ لفظ ندا سے پیارے آقا ومولیٰ ﷺ کو پکارنا، یاد کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ سرور کون ومکاں، شفیع مجرماں، وسیلہ بیکساں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یامحمد، یارسول اللہ کہنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں حدیث شریف درج ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہِ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ تو سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جاؤ وضو کرو اور دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگو۔

''اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجھت بک والیٰ ربی فی حاجتی ھذہٖ لتقضیٰ اللھم فشفعہ '' جذب القلوب ص ۲۲۰ (ابن ماجہ شریف ص ۱۰۰، ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۹۷ طبرانی شریف مستدرک جلد ۱ ص ۵۱۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ ص ۲۲۶ شفاء جلد ۱ ص ۲۷۳)

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہو جائے یارب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی اُمت کو یا محمد یا رسول اللہ سے ندا کرنے کی اجازت رحمت فرمائی ہے۔ سید المرسلین ﷺ تو یا محمد یا رسول اللہ کہنے کی تعلیم دیں۔ مگر یہ لوگ اس کو شرک قرار دیں۔ اب خود ہی فیصلہ فرمالیں کیا یہ اہلسنّت ہیں یا کہ باغی سنت؟

اُمت محمدیہ کے جلیل المرتبت امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے بعد بھی اس دعا اور وظیفہ پر عمل جاری رکھا اور اس کی تعلیم فرمائی۔ وہ روایت یہ ہے۔

صحابی رسول عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص کو امیر المومنین خلیفہ سوم۔ خلیفہ برحق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضروری کام تھا۔ جو کہ پورا نہیں ہوتا تھا۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے سائل نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا علاج دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔ ''اللھم

انی اسئلک وبتوجا الیک نبیک محمد نبی الرحمة یا محمدانی اتوجه بک الیٰ ربی فی حاجتی هذه لتقضیٰ لی اللهم فشفعه فی '' اس کے بعد خلیفہ وقت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دربان آگے بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو خصوصی جگہ پر بٹھایا اور اس کی حاجت پوچھی اور اس کو پورا فرمایا نیز فرمایا جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو میرے پاس آنا میں اس کو پورا کردوں گا۔ سائل خوشی و مسرت کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور کہا '' جزاک الله خیرا '' میں نے وہ دعاء پڑھی اور میرا کام ہوگیا۔ حالانکہ اس سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ (طبرانی شریف صفحہ ۱۸۳ جلد ۱، مطبوعہ مصر)

فائدہ ﴾ مندرجہ بالا روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین حضرات سرکار دوعالم ﷺ کے انتقال کے بعد بھی یا محمد یا رسول اللہ کو جائز قرار دیتے تھے بلکہ مشکل اور پریشانی کے عالم میں یا محمد یا رسول اللہ پکارتے تھے۔ اور پکارنے سے ان کی مشکلیں اور مصائب حل ہوجاتے تھے۔ مگر آج کل یہ لوگ یا محمد یا رسول اللہ پکارنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم اہلسنت وجماعت ہیں۔ (لاحول ولاقوة الا باللہ)

صحابہ کرام اور تابعین کے اس مجرب وظیفہ کو محدثین عظام علیہم الرحمۃ نے جب حدیث کی مستند کتابوں میں درج فرمایا تو اس اُمت محمدیہ کے مشہور محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور تصنیف لطیف حصن حصین [1] میں بھی اس وظیفہ کو مشکل، پریشانی اور حاجت طلب کرنے کے لیے پڑھنے کی ترکیب ارشاد فرمائی ہے۔

---

[1] حضرت محدث ابن جزری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب حصن حصین کے دیباچہ میں واضح الفاظ میں لکھا ہے۔ کہ اس کتاب میں جو احادیث شریفہ جمع کی گئی ہیں وہ سب صحیح احادیث شریفہ ہیں۔ اس میں کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے۔ ابن جزری کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ '' اخرجتهٗ من الاحادیث الصحیحة ابرزتهٗ عدة عند کل شدة وجردته جنة تقی من شر الناس والجنة '' اس کا ترجمہ نواب قطب الدہلوی علیہ الرحمۃ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محدث ابن جزری کا ارشاد ﴾

'' من کانت له ضرورة فلیتوضاء فیحسن وضوءهٗ ویصلی رکعتین ثم یدعوا '' جس کی کوئی ضرورت یا حاجت ہو پس وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعاء کرے۔ '' اللهم انی واسئلک اتوجه الیک نبیک محمدنبی الرحمة یا محمدانی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذالتقضیٰ لی اللهم فشفعه فی ''۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ ﴾

امام المحدثین سیدنا امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف ادب المفرد میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

'' خدرت رجل ابن عمر فقال لهٗ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد '' (ادب المفرد ص ۱۹۳ مطبوعہ مصر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ اس شخص کو یاد کریں جو آپ کو سب سے محبوب ہے تو انہوں نے کہا یا محمد!

شفا شریف [1] کی روایت ﴾

بارگاہِ نبوی کے حضوری حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شفا شریف میں اس روایت کو اس طرح نقل فرمایا ہے۔

'' روی عبد الله بن عمر خدرت رجلهٗ فقیل له اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمد اه فانتشرت '' (کتاب الشفا شریف حقوق المصطفیٰ ص ۱۸ جلد ۲، شرح شفا ص ۴۱ جلد ۲، نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۹۷)

روایت ہے کہ بیشک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سن ہوگیا۔ پس ان کو کہا گیا کہ اس کا ذکر کرو جو تجھے زیادہ محبوب ہے پس انہوں نے یا محمداہ کہا تو پاؤں مبارک کھل گیا۔

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) نے اس طرح کیا ہے۔ نکالا میں نے اس کو کتاب کو صحیح حدیثوں سے ظاہر کیا میں نے اس کو درحالیکہ سامان ہے۔ نزدیک ہر سختی کے اور خالص کیا میں نے اس کو درحالیکہ ڈھال ہے بچاتی ہے برائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ (حصن حصین مترجم ص ۳)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے برادرزادہ نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت سی طاری ہوئی اور توہم لاحق ہوا تو ان کے چچا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ جوان کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے۔ فرمانے لگے۔ اے میرے بھتیجے میری کتاب شفاء کو مضبوط پکڑے رہو۔ اور اس کو اپنے لیے حجت بناؤ۔ گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔

(بستان المحدثین فارسی ص۱۳۰ مطبوعہ دہلی)

''ان اصحابة بعد موت رسول الله ﷺ كان شعار هم فى الحروب يا محمد''۔ (تاریخ ابن جریر)

بیشک صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضور پرنور ﷺ کے انتقال کے بعد جنگوں میں یا محمد پکارنا شعار اور طریقہ تھا۔

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاہد کا یا محمد پکارنا

تاریخ فتوح الشام میں ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر قنسرین سے لڑائی کے ارادہ سے بھیجا۔ کعب بن حمزہ کی لڑائی یوقنا سے ہوئی اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو یوقنا کے پانچ ہزار سپاہیوں نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ تو اس وقت حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارتے تھے۔

''یامحمد یامحمد یا نصر الله انزل'' اے محمد مصطفےٰ اے محمد مصطفےٰ ﷺ اے اللہ تعالیٰ کی مدد نزول فرماؤ۔ تشریف لاؤ۔

(۱مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے شفا شریف کو بینظیر کتاب قرار دیا ہے۔ (سراجا منیرا ص۱۵۰ اہلحدیث امرتسر ص۶۔ ۲۸ مئی ۱۹۳۲ء) قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ عیاض بن موسیٰ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی، فقہ، تفسیر، حدیث وسائر علوم کے امام تھے۔ (رحمۃ للعالمین ص۳۵۰ جلد۲) سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ ماخذ کتاب شمائل میں سب سے زیادہ ضخیم اور بڑی کتاب اس فن کی کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض کی اور اس کی شرح نسیم الریاض شہاب خفاجی کی ہے۔ (خطبات مدراس ص۶۲)

محدث سیوطی ۱؎ اور ابن جوزی ۲؎ علیہما الرحمۃ

نے تین مجاہدین کا ایک واقعہ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جو درج کیا جاتا ہے۔

حافظ ابن ذہبی علیہ الرحمۃ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ کی بہت سی تصانیف مختلف فنون میں ہیں۔ جیسے تفسیر، فقہ حدیث، وعظ، وقائق، تواریخی وغیرہ حدیث اور علوم حدیث کی معرفت اور صحیح وضعیف حدیث کی واقفیت آپ پر ختم ہے۔ آپ نے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور چالیس ۴۰ برس سے زیادہ علم حاصل کیا۔ (طبقات ابن رجب) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔ (حاشیہ بوستان ص۱۸۰) علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ جلد۴ میں لکھا ہے کہ ''كان من الاعيان وفى الحديث من الحفاظ ماعلمت ان احدامن العلماء صنف ماصنف هذا الرجل''۔

آپ علوم قرآن اور تفسیر میں بلند پایہ تھے اور فن حدیث میں بہت بڑے حافظ تھے ان کی تصانیف اتنی کثیر اور ضخیم ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف علماء اُمت میں کسی کی ہوں ماہنامہ ''الاسلام'' دہلی میں ہے کہ محدث ابن جوزی (علیہ الرحمۃ) کا شمار چھٹی صدی کے اکابر واعیان میں ایک عظیم وجلیل محدث اور خطیب

(۱علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضور اکرم ﷺ کی حالت بیداری میں بالمشافہ ۷۲ مرتبہ زیارت کی ہے۔

(میزان الکبریٰ ص۴۴ مطبوعہ مصر)

مولوی اشرف علی تھانوی نے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کو بڑے بڑے علماء کی صف میں شمار کیا ہے۔

(طریقہ مولود ص۱۱)

۲ان لوگوں کے شیخ الاسلام اور مجدد ابن تیمیہ حضرت محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے بارے لکھتے ہیں کہ امام ابن جوزی جلیل القدر مفتی اور بڑے صاحب تصنیف وتالیف تھے اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں شمار کیا ہے تو انہیں ہزار سے بھی زیادہ پایا ہے۔ خصوصیت سے حدیث اور فنون حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات موجود ہیں کہ ان کی مانند شاید ہی کوئی تصنیف ہو۔ اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ کتاب ہے۔ جس میں سلف کے حالات لکھے گئے ہیں۔ ہر بات کی تفصیل میں آپ ماہر تھے۔ اور لکھنے پر کمال درجہ کی دسترس حاصل تھی اور ہر فن میں لوگوں کی تصنیفات سے آپ کی تصنیفات بہت عمدہ اور معتبر ہیں۔

(الاعتصام لاہور ص۶۔ ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء)

کی حیثیت سے ہوتا ہے۔آپ کے دستِ حق پرست پر ایک لاکھ سے زیادہ انسان تائب ہوئے اور ایک لاکھ سے زائد اسلام کے دامنِ رحمت میں آچکے ہیں۔
(الاسلام دہلی ص ۱۳،۱۴ فروری ۱۹۵۶)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے عیون الحکایات میں ابوعلی ضریر سے روایت کی ہے کہ ملک شام میں تین بھائی اپنے وقت کے بڑے بہادر اور پہلوان تھے۔کفار کے ساتھ ہمیشہ جہاد کرتے تھے۔شاہ روم نے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا۔اور کہا اگر تم لوگ دین نصاریٰ قبول کرو تو میں اپنا ملک تمہیں دے دوں گا۔اور اپنی لڑکیوں کی شادی تم سے کردوں گا۔''فابو وقالوا یامحمد''پس ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا یا محمداہ ہماری مدد کیجئے۔

مدینہ منورہ کے لوگوں کا یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگانا

علامہ ابن السنی اور علامہ نووی علیہما الرحمۃ

امت محمدیہ کے جلیل القدر عظیم المرتبت محدثین علامہ ابن السنی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کئی سندوں سے بیان کیا ہے نیز امام نووی جو صحیح مسلم شریف کے شارح ہیں انہوں نے بھی کتاب الاذکار ص ۱۳۵ پر یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

جو پاک و ہند میں سب سے پہلے علم حدیث کی ترویج و تبلیغ اور تشہیر کرنے والی شخصیت ہیں نیز بارگاہِ رسالتمآب ﷺ کے حضوری بھی ہیں نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں فرمایا ہے۔

قاضی شوکانی اور وحید الزماں

جو کہ غیر مقلدین وہابی حضرات کی بلند پایہ شخصیت ہیں انہوں نے بھی اپنی

کتابوں تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۹ مطبوعہ مصر اور ھدیۃ المھدی جلد ۱، صفحہ ۲۳ میں یہ روایت درج کر کے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

مگر یہ حضرات اپنے دلوں میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا حسد اور بغض اتنا رکھتے ہیں کہ اپنے بڑوں کی کتابوں میں درج کردہ روایات اور احادیث شریفہ پر بھی اعتبار نہیں۔

(مولوی ابراہیم سیالکوٹی رقمطراز ہیں کہ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے) مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم و فضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں (تاریخ اہلحدیث ص ۳۹۸) مشہور رائٹر حکیم عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر المنبر لائلپور لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی حکمت نے تین عظیم المرتب شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنی اصلی نورانیت کے جلو میں پھر سے ظاہر کریں۔ان حضرات نے قرآن وسنت کے خشک ستونوں کو از سرِ نو جاری کردیا۔اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو داعی اسلام فداہ روحی ﷺ کے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔علماء سو کو بے نقاب کیا گیا۔ان کی اجارہ داری کو چیلنج کیا۔اور واشگاف کیا گیا کہ ان کے اقوال اس قابل تو ضرور ہیں کہ انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا جائے۔لیکن اس لائق ہرگز نہیں کہ انہیں اسلام کی تفسیر و تعبیر کے طور پر حجت شرعی بنایا جائے۔ یہ عظیم تجدیدی کارنامے جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے ان کے اسم گرامی یہ ہیں۔اول حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں دنیائے اسلام مجدد الفِ ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔
دوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیث نبوی کے علوم کو عام کیا۔
سوم الشیخ احمد بن عبد الرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے۔
(الاعتصام ص ۵۔۱۹ مارچ ۱۹۵۴ء ان کی اہلحدیث کانفرنس دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں ہے کہ دسویں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نشرواشاعت قرآن وحدیث پر کافی توجہ فرمائی۔(اہلحدیث امرتسر ص ۴۔۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء) مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔کہ ''بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (علیہ الرحمۃ) ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔(افاضات الیومیہ ص ۶ جلد ۷۔سطر ۱) مولوی محمد دہلوی نے شیخ کو سیدی خاتم المحققین والمحدثین لکھا ہے (اخبار محمدی دہلی ص ۷۔۱۵ جولائی ۱۹۴۳ء)

مگر یہ حضرات اپنے دلوں میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا حسد اور بغض اتنا رکھتے ہیں کہ اپنے بڑوں کی کتابوں میں درج کردہ روایات اور احادیث شریفہ پر بھی اعتبار نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ مخالفین کے مجدد اور مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے اس طرح درج کیا ہے کہ شہ جی کہتے ہیں کہ ایک بار پاؤں ابنِ عباس کا سن ہوگیا۔ کہا یا محمد فی الفور کھل گیا۔ (الداء والدواص ۳۶)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا شعار اور طریقہ

صحابہ کرام علیہم الرضوان جنگوں میں اکثر یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا محمد پکارا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ ابنِ جریر میں ہے۔

سیدنا امام المحدثین امام مسلم علیہ الرحمۃ نے باب الہجرۃ میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ جب سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، باعثِ تخلیق کائنات منبع کمالات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ ”فسعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یامحمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ“۔

(صحیح مسلم شریف ص ۴۱۹ جلد ۲)

پس چڑھ گئے مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر اور پھیل گئے بچے اور غلام گلی کوچوں میں پکارتے تھے۔ یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ۔

محدث سخاوی[1] علیہ الرحمۃ

نے اپنی کتاب مستطاب القول البدیع[2] میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ

---

[1] محدث سخاوی علیہ الرحمۃ امام المحدثین حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ شاگرد رشید اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے استاد بھائی تھے۔ شوکانی نے سخاوی کو امام کبیر تسلیم کیا ہے۔ عبدالوہاب عبداللطیف مدرس جامعۃ الازہر نے امام سخاوی کے بارے میں مندرجہ القاب لکھے ہیں۔ وارث علوم الانبیاء الفرد الفرید۔ (مقدمہ المقاصد الحسنہ)

[2] القول البدیع محدث سخاوی علیہ الرحمۃ کی وہ کتاب جس کے اکثر حوالہ جات مولوی ذکریا سہارنپوری اپنی کتاب فضائل درود شریف میں درج کیے ہیں)

حضرت ابوبکر محمد عمر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمۃ کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ آئے اور حضرت ابوبکر علیہ الرحمۃ کھڑے ہوگئے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ میں نے وہ سلوک کیا جو نبیٔ پاک ﷺ کو کرتے دیکھا ہے کہ میں نے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سامنے آئے تو آپ کھڑے ہوگئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ نماز کے بعد ”لقد جاء کم رسول من انفسکم“ آخر تک پڑھا کرتا ہے۔ اور پھر مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کوئی فرض نماز نہیں پڑھی لیکن اس کے آخر میں ”لقد جآء کم رسول من انفسکم“ آخر تک پڑھا اور تین دفعہ ”صلی اللہ علیک یا محمد ﷺ“ پڑھا۔

حضرت ابوبکر محمد بن عمر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے پاس گیا۔ اور پوچھا کہ نماز کے بعد کیا ذکر کیا کرتے ہو۔ تو انہوں نے ایسا ہی بیان فرمایا۔ (القول البدیع ص ۱۷۳)

ابن قیم[1] اور قاضی سلیمان[2] منصور پوری

جو کہ دیوبندی اور وہابی حضرات کی مقتدر شخصیتیں ہیں نے بھی اپنی اپنی کتاب

---

[1] غیر مقلدین حضرات کے مولوی محمد صاحب دہلوی نے ابن قیم کو مجدد وقت لکھا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص ۱۵۔ ۵ مئی ۱۹۴۲ء)

[2] مولوی محمد دہلوی نے قاضی سلیمان منصور پوری کے بارے لکھا ہے کہ قاضی صاحب موصوف کا انداز بیان نہایت دلکش اور مدلل ہوتا تھا۔ (اخبار محمد دہلی ص ۱۵۔ ۱۵ جولائی ۱۹۴۲ء) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے قاضی سلیمان منصوری پوری کو قابل مصنف لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص ۲ نومبر ۱۹۴۳ء) مولوی داؤد غزنوی لکھتے ہیں کہ قاضی سلیمان منصور پوری کے علم و تحقیق کی بلندیوں کو کوئی نہیں چھو سکا۔ (الاعتصام لاہور ص ۳ یکم جولائی ۱۹۶۰ء)

میں یہ واقعہ درج کیا ہے۔

فائدہ ﴾ اگر حضور پرنور ﷺ کو لفظ یا سے پکارنا شرک ہوتا تو رسول رب کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کبھی بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ دعا نہ بتاتے جس میں یا محمد کا لفظ آیا ہے۔

یا محمد یارسول اللہ پکارنا شرک ہوتا تو سرکار سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن عباس سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کا میدانِ کارزار اور عین جنگ کے دوران یا محمد یارسول اللہ کبھی بھی نہ پکارتے اور نہ ہی اس کی تعلیم دیتے۔

جب صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم یا محمد یارسول پکارتے تھے تو اس پکار کو سننے والے بھی کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان ہوتے تھے۔ حالانکہ احادیث شریفہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ اور پردہ فرما جانے کے بعد دونوں وقتوں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یا محمد یارسول پکارنا ثابت ہے۔ لیکن کسی صحابی کا ان کو منع کرنا ثابت نہیں۔

دنیا بھر کے لوگ کوئی ایسی حدیث پیش نہیں کر سکتے جس میں کسی صحابی نے دوسرے صحابی کو یا محمد یارسول اللہ پکانے سے منع فرمایا ہو۔

پس ان مستند محدثین کی مستند کتب احادیث سے ثابت ہوا کہ امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ یا محمد یارسول اللہ پکارنا جائز ہے۔

لہٰذا وہ لوگ جو اس کو شرک کہتے ہیں وہ اہل سنت وجماعت نہیں بلکہ اہلِ سنت وجماعت وہی حضرات ہیں جو یا محمد یارسول اللہ پکارتے بھی ہیں۔ اس کے جواز کے قائل بھی ہیں۔

ہاتھ کٹا شیطان

ابنِ ساباط بغداد کا نامی چور تھا۔ کوئی شریف آدمی اس کا نام سُن کر انتہائی نفرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہتا تھا۔ وہ اپنے پیشہ میں ایسا ماہر تھا کہ بیسیوں چوریاں کرنے کے

باوجود قانون کی گرفت میں نہیں آیا تھا۔ لیکن آخر کار ایک دن حکام نے اسے گرفتار کر ہی لیا۔ قانون وقت کے مطابق اس کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ اور پھر اس کو ایک ناقابلِ اصلاح مجرم قرار دے کر مدت العمر کے لئے قید خانے میں بھیج دیا گیا۔ اہل بغداد اب اس کا ذکر ''ہتھ کٹے شیطان'' یا ایک ہاتھ کے شیطان'' کے نام سے کرتے تھے۔ دس برس کی طویل زندگی قید خانہ میں بسر کر کے ایک دن ابن ساباط کسی طرح بھاگ نکلا اور قید خانے سے باہر آتے ہی اپنے قدیم پیشہ کو از سرنو شروع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ایک ہاتھ کے نقصان اور قید و بند کی طویل پر صعوبت زندگی نے اس کے مزاج اور کردار پر ذرہ برابر اثر نہیں ڈالا تھا۔ آزادی کی فضا میں سانس لیتے ہی چوری کی خواہش نے اسے بے تاب کر دیا اور رات کا اندھیرا پھیلتے ہی وہ اپنی مہم پر چل کھڑا ہوا ادھر ادھر پھرتے تین پہر رات گذر گئی لیکن اس کو کسی مکان میں داخل ہونے کا موقع نہ مل سکا۔ آخر اسے ایک وسیع حویلی نظر آئی جس کے چاروں طرف دور دور تک سناٹا تھا۔ اس حویلی کے وسط میں ایک بہت بڑا پھاٹک تھا۔ ابن ساباط پھاٹک کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ اور سوچنے لگا کہ اندر جانے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

اسی سوچ بچار میں اس کا ہاتھ پھاٹک پر جا پڑا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا اس نے آہستگی سے دروازہ پیچھے کی طرف دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک وسیع احاطہ تھا جس کے اندر چاروں طرف کمرے بنے ہوئے تھے اور وسط میں ایک بڑا کمرہ تھا۔ ابن ساباط اس بڑے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا اسے یقین تھا کہ یہ کسی بڑے امیر یا سوداگر کا مکان ہے جونہی اس نے دروازے کو ہاتھ لگایا وہ بھی پھاٹک کی طرح فوراً کھل گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو اس کو قیمتی ساز و سامان سے بالکل خالی پایا۔ ایک طرف کھجور کے پتوں کی ایک پرانی چٹائی بچھی تھی۔ اس کے قریب چمڑے کا ایک تکیہ اور بھیڑ کی کھال کی چند ٹوپیاں پڑی تھیں۔ ایک گوشے میں پشمینہ کے موٹے کپڑے کے چند تھان بکھرے

پڑے تھے۔ابن ساباط ایسے معمولی سامان کو دیکھ کر جھلا اٹھا اور مکان کے مالک کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا کہ اس احمق نے اتنے بڑے مکان میں کیسا گھٹیا کپڑا اور سامان رکھا ہوا ہے۔بہر حال مکان سے خالی ہاتھ جانا اسے منظور نہ تھا۔اس نے پشمینہ کے تھانوں کی ایک گٹھڑی بنائی اور اس کو باندھنے کی کوشش کرنے لگا۔لیکن ہزار جتن کے باوجود ایک ہاتھ سے صوف کے موٹے کپڑے کو گرہ نہ لگا سکا اور ہانپتا ہوا بیٹھ گیا۔عین اس وقت دروازہ کھلا اور ایک شخص ہاتھ میں چراغ لئے کمرے میں داخل ہوا۔خوف اور دہشت سے ابن ساباط کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔اس نے داخل ہونے والے آدمی کو دیکھا۔اس کا قد دراز، کمر خمیدہ اور جسم انتہائی نحیف تھا جس پر ملگجے رنگ کی ایک لمبی قبا تھی اور سر پر بھیڑ کی کھال کی ایک کشادہ سیاہ ٹوپی تھی۔اس قدر نحیف و نزار ہونے کے باوجود اس شخص کے چہرے پر عجیب طرح کا اطمینان اور نور تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جس سے کوئی دوسرا شخص اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔اس نے کمرے میں داخل ہو کر چراغ ایک طرف رکھ دیا اور انتہائی شیریں آواز میں ابن ساباط سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرے بھائی خدا تم پر رحمت کرے یہ کام روشنی اور کسی ساتھی کی مدد کے بغیر انجام نہیں پا سکتا۔دیکھو یہ چراغ روشن ہے اور تمہاری مدد کے لئے میں حاضر ہوں اب ہم دونوں یہ کام اطمینان کے ساتھ کر لیں گے۔

ابن ساباط حیرت سے اجنبی کے منہ کی طرف تک رہا تھا۔اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔اتنے میں اجنبی نے تھانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور پھر ان کی الگ الگ دو گٹھڑیاں باندھ لیں پھر اچانک اسے خیال آیا اور اس نے ابن ساباط سے مخاطب ہو کر کہا میرے بھائی معاف کرنا مجھے خیال ہی نہیں کہ ایسا تھکا دینے والا کام کر کے تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی۔میں ابھی تمہارے لئے گرم گرم دودھ لاتا ہوں اسے پی کر تم تازہ دم ہو جاؤ گے یہ کہہ کر اجنبی کمرے سے باہر نکل گیا اور ابن

ساباط عالم تحیر میں کھو گیا۔یکا یک اسے کوئی خیال آیا اور اس نے ماتھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ میں بھی کیسا احمق ہوں اتنا بھی نہیں سمجھ سکا کہ یہ کوئی میرا ہی ہم پیشہ ہے۔اتفاق سے آج ہم دونوں اس مکان میں جمع ہو گئے ہیں۔یہ گھر کا بھیدی معلوم ہوتا ہے اسے معلوم تھا کہ آج یہ مکان رہنے والوں سے خالی ہے اسی لئے وہ روشنی کا سامان لے کر آیا جب اس نے دیکھا کہ میں پہلے سے پہنچا ہوا ہوں تو اس سامان میں سے آدھے کا حق دار بننے کے لئے میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گیا وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اجنبی ہاتھ میں دودھ کا پیالہ لئے پھر کمرے مین داخل ہوا اور یہ کہہ کر پیالہ ابن ساباط کے ہاتھ میں پکڑا دیا کہ اسے پی لو یہ تمہاری بھوک اور تکان کو دور کر دے گا۔

ابن ساباط کو فی الوقع سخت بھوک لگ رہی تھی۔اس نے آناً فاناً دودھ کا پیالہ خالی کر دیا اور پھر کڑک کر اجنبی سے کہا۔

دیکھو میں تم سے پہلے پہنچ گیا تھا اس لئے ہمارے پیشہ کے اصول کے مطابق تمہارا اس مال پر مطلق کوئی حق نہیں۔تاہم تم نے مال سمیٹنے میں جس مستعدی کا ثبوت دیا ہے اس کے پیش نظر میں تمہیں تھوڑا بہت مال دے دوں گا چلو اب گٹھڑیاں اٹھائیں اور چلیں۔

ابن ساباط کے جواب میں اجنبی مسکرایا اور پھر شفقت آمیز لہجے میں کہا میرے بھائی تم میرے حصے کا خیال کر کے کیوں اپنا دل میلا کرتے ہو۔میں تم سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کروں گا۔تمہارا ایک ہاتھ ہے یہ چھوٹی گٹھری تم اٹھا لو اور بڑی گٹھڑی میں اٹھا لیتا ہوں۔جہاں تم کہہ دو میں پہنچا دوں گا۔ابن ساباط نے کہا بس ٹھیک ہے تمہیں مجھ سے بہتر سردار سارے ملک میں نہیں مل سکتا۔میں چھوٹی گٹھڑی اٹھا لیتا ہوں اور تم بڑی گٹھڑی اٹھا کر میرے آگے آگے چلو۔نحیف الجثہ اجنبی نے پورا زور لگا کر بڑی گٹھڑی کمر پر لا دلی۔اس کی خمیدہ کمر اس کے بوجھ سے اور بھی خمیدہ ہو گئی اور وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ابن ساباط کے آگے آگے چل پڑا۔لیکن ابن ساباط کو بہت عجلت تھی کیونکہ رات تیزی سے ختم ہو رہی تھی۔وہ بار بار اجنبی کو ٹھوکے دیتا کہ تیز چلو۔اجنبی کئی

بار ٹھوکر کھا کر گرا لیکن پھر اٹھ کھڑا ہوا اور ہانپتا کانپتا پھر تیز قدم اٹھانے لگا۔ ایک جگہ چڑھائی تھی۔ اجنبی کو بھاری بوجھ کی وجہ سے سخت مشکل پیش آئی اور وہ ایک جگہ بے اختیار گر پڑا۔ ابن ساباط نے اس پر گالیوں کی بوچھاڑ کردی اور پھر اس کی کمر پر زور سے ایک لات رسید کی اجنبی جوں توں کر کے اٹھ کھڑا ہوا اور ابن ساباط سے معذرت کرنے لگا ابن ساباط نے گٹھڑی پھر اس کی پیٹھ پر رکھ دی اور دونوں چلتے چلتے شہر سے دور ایک پرانے کھنڈر میں پہنچے یہاں ابن ساباط کی پناہ گاہ تھی۔ وہ اپنی گٹھڑی باہر رکھ کر کھنڈر کی دیوار پر سے اندر کود گیا اور اجنبی نے دونوں گٹھڑیاں باہر سے اندر پھینک دیں۔

اس وقت چاند کی روشنی میں ابن ساباط نے اطمینان سے اجنبی کے چہرے پر نظر ڈالی جو اس کے سامنے کھڑا ہانپ رہا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اجنبی کے چہرے پر نور کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں۔ یکا یک وہ ملکوتی تبسم کے ساتھ یوں گویاں ہوا۔ میرے بھائی یہ مال تمہیں مبارک ہو، اس مکان کا مالک میں ہی ہوں۔ اور یہ مال تجھے خوشی سے بخشتا ہوں۔ افسوس کہ میں تمہاری خاطر خواہ خدمت نہیں کر سکا بلکہ راستے میں اپنی کمزوری اور سستی کی وجہ سے تمہارے لئے پریشانی کا باعث بنا۔ خدا کے لئے مجھے معاف کردو۔ اچھا اب میں تم سے رخصت چاہتا ہوں۔

خداحافظ

اجنبی یہ کہہ کر تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ لیکن اس کے الفاظ خنجر بن کر ابن ساباط کے سینے میں پیوست ہو گئے۔ سیاہ کاری کے اس پتلے کے دل و دماغ کو اجنبی کے محیر العقول حسن سلوک نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا دنیا میں ایسے انسان بھی ہوتے ہیں۔ میں نے اسے کیا سمجھا اور اس کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ یہ سوچتے سوچتے اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ ضمیر کی خلش نے اسے بے چین کر دیا اور سپیدہ سحر نمودار ہوتے ہی اجنبی کی تلاش کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اب اس کے دل میں کسی کا خوف نہیں تھا بس یہی آرزو تھی کہ اس اجنبی کے قدموں پر سر رکھ دے۔ رات والا مکان ڈھونڈنے میں اسے کوئی دقت نہ ہوئی۔ اس کے باہر کھڑے ہو کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کس تاجر کا مکان ہے؟ اس شخص نے

حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور کہا میاں تم مسافر معلوم ہوتے ہو۔ یہاں کسی تاجر کا کیا کام یہ تو شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ ہے۔

ابن ساباط نے یہ نام سن رکھا تھا لیکن شیخ کا صورت آشنا نہ تھا۔ پھاٹک سے اندر داخل ہوا اور دیکھا کہ سامنے والے بڑے کمرے کا دروازہ کھلا ہے اور چٹائی پر تکیہ سے سہارا لگائے وہی رات والا اجنبی بیٹھا ہے اور اس کے سامنے تیس چالیس آدمی مؤدبانہ انداز میں بیٹھے ہیں۔ ابن ساباط ٹھٹک کر وہیں کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں مسجد سے آذان کی آواز آئی۔ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب وہ سب چلے گئے تو شیخ بھی اٹھے جونہی انہوں نے دروازہ کے باہر قدم رکھا ابن ساباط روتا ہوا ان کے قدموں پر گر گیا۔

انفعال کے آنسوؤں نے اس کے دل کی ساری سیاہی دھو ڈالی تھی۔ شیخ نے نہایت محبت اور شفقت سے اس کو زمین سے اٹھایا اور گلے لگا لیا۔ ابن ساباط کے دل کی دنیا اب بدل چکی تھی۔ دوسروں نے جو راہ برسوں میں نہیں طے کی تھی۔ ابن ساباط نے وہ چند لمحوں میں طے کر لی۔ وہ شیخ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا اور ان کے فیضِ صحت سے ہاتھ کٹے شیطان کے بجائے شیخ احمد ابن ساباط رحمۃ اللہ بن گیا۔ اور اہل اللہ میں شمار ہوا جس شخص کو چالیس سال تک دنیا کی ہولناک سزائیں نہ بدل سکیں اس کو ایک مرد خدا کے حسنِ اخلاق اور قربانی سے چند ساعتوں میں خاصانِ خدا کی صف میں شامل کر دیا۔

تم الكتاب بفضل الله الوهاب

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان

الحمد للہ! اس پُرفتن دور میں بھی ایسے ولیء کامل موجود ہیں جو عوام النّاس کے ایمان کی حفاظت کی فکر میں لگے رہتے ہیں انہی ولیء کامل نے فرمایا کہ روزانہ اس طرح توبہ کرلیا کرو۔

یا اللہ عزوجل! اگر مُجھ سے کوئی کلمئہ کفر سرزد ہو گیا ہو تو اس سے توبہ کرتا ہوں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّد'' رَسُوْلُ اللّٰه

❋❋❋❋❋❋
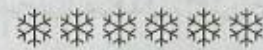
عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی
فون نمبر: 2446818
فون نمبر موبائل: 0300 - 8271889
فون: 2316838 - 0300-8229655